يريد الله ان يخفف عنكم وخلق الانسان ضعيفا

تجلية العليم
لرفع البهتان الاثيم

مطبع [illegible] میں طبع [illegible]

اب آپ مافی الضمیر کرین منطوق۔ حضرت وہ یہ ہے کہ نیم آب بسمل
اپنی اوقات صبح سے نو بجے تک اللہ کی خوشنودی مین گزارتا ہون۔
جو صاحب بہ نیرنگی زمانۂ ناہنجار بادل حزین و زار پہنچے اُنکی بہبودی
چاہتا ہون۔ حسب اتفاق ایک مہربان بادل ناچاق ہاتھ مین پرچۂ فراق
صورت پریشان آنکھین حیران تشریف لائے اور زمرۂ محمومین مین
مہموم بیٹھے۔ جب جلسۂ مطب سے فرصت ہوئی۔ طاقت صبر رخصت ہوئی
بُول اُٹھے بے تکلفانہ حضرت مولانا۔ میرا بھی کچھ سُنلین فسانہ یہ دامن
زن آتش ہجران گریبان چاک کن فرقت نصیبان با صد حسرت و یاس
کرتا ہے التماس کہ جبس ہنگام نافرجام بد آغاز نیک انجام سے فلک تفرقہ
پرداز کج ناز اور زمانۂ ناساز جانگداز نے باغوائے ابلیس لعین عدو
مبین دوری صوری مہجوری حضوری فیمابین ہمارے اور اُس محبوبہ
صورت قبول عطا فرمودہ اللہ و رسول کے ڈالی ہے اور سنان غم
میری ہلاکت کو سنبھالی ہے۔ شمۂ اُسی لائق تحریر اور ذرۂ اس سے
قابل تقریر کے نہین کہون تو کیا کہون۔ گھر زندان ہے۔ چمن بیابان ہے
گر باغ مین جا نکلا باغبان باغی نظر آتے۔ گل صورت خار آنکھون مین
کھٹکتے۔ کیون نہین۔

شعر

بے تیری سیر چمن خوش آئے کیا اے سرو ناز	پھول جو ہے میری نظرون مین سو تنگ خار ہے

مزیدبرآن قمریان علوم کو کوسے سر پھراتی ہین۔ بُلبلان فنون با
ہجوم آوازہ کستی ہین۔ دیکھئے اِس تحریر درد کی روش گل سخن گران گوش

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی امتن علینا بفرقان یفرق بین الحرام والحلال وھزم بتعلیمہ جند الشیطان المتشمر للاضلال والصلوۃ والسلام علی محمد ن الھادی عن الضلال وعلی الہ واصحابہ بالتمام والکمال

سبحان اللہ جل وعلیٰ کیا ہی ہے حلم ذات بیچون وچرا بندہ کرے جدل اور معبود کہکے چپ رہے انتھی لقول فصل صفت اُسکی محال ہے زبان اس تقریر سے لال ہے۔ ماشاء اللہ صل علیٰ آپکا محبوب مین کیا کرون صفت مرغوب کہ جسکے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ بخت گم گشتۂ کوچۂ ضلالت راہ پر آئے۔ مطیع بتوفیق رفیق مدارج تحقیق پائے اور آل واصحاب رضوان اللہ علیہم کا کیا کہنا ہے۔ گلشن صحبت کا بھی لطف بہار پایا۔ اُنکے سب فرمان برداروں نے حضرت عاشق سے ورد وِردِ صلی علیکم کا ہار پایا۔ اے واصف عاشق ومعشوق

بلا ریب قدم دھرتا ہے کوئی باغ[1] باغ ہوکر یون دمساز ہے کہ جواب
باصواب ہے، کوئی رشید[2] خلف سے چٹکی لے رہا ہے۔ کہ طابق الجواب عن
الکتاب ہے، مین اسی تاک مین تھا کہ ان لوگونکے کیا کیا رنگ ہین کیسے کیسے
ڈھنگ ہین نقل مشہور ہے کہ بری ہوتی ہے غرض وہ صاحب پھر کرنے
لگے عرض کہ حکیم صاحب میرا فریاد رس باذات عالیشان ہے کہ ہردم
ورد زبان ہے کہ لاتذرنی فردا وانت خیر الوارثین یا آپکی
ذات ستودہ صفات ہے کہ ہین آپ بھی وارث المرسلین ایسا تصفیہ
فرماوین کہ سب خلط ملط سے شفا پاوین۔ مینے کہا کہ ایصاحب کسکو فرصت
کیسی مہلت۔ رمضان کا زمانہ اور عبادت کا بہانہ اُسپر یہ لیل ونہار کہ
طبیعت ابنائے روزگار کی بیشتر متوجہ عیب جوئی وہنر پوشی ہے اسی
پر ہر نفس کی گرمجوشی ہے۔ شعر

قبح کے دیکھنے والے تو بہت ہین دلگیر	اور یان حسن شناسان سخن تھوڑے ہین

حسن اتفاق سے ایک میرے صاحب اشفاق آشنائے باوقار کہ جنکی
دلجوئی مین نتھا سخن بجز اقرار دست بداماں ہوئے اور بڑے اسرار کنان
فرمانے لگے شعر یار نہین پیر تم کاہلی اللہ رے ٭ نام خدا ہو جوان کچھ
تو کیا چاہیئے۔ میری خاطر سے براہ مہربانی یا شیرین زبانی ایسا فیصلہ
کرین کہ حقیقت کھلجائے اور غنچہ سربستہ دل بستگان باہتزاز نسیم تکلم

[1] یعنے مولوی گلزار علیصاحب گرہنوی عظیم آبادی ۱۲ [2] یعنی مولوی رشید الحق صاحب
عظیم آبادی کہ انہون نے یہ عبارت طابق الجواب عن الکتاب لکھکر مہر کی ہے ۱۲

غنچۂ کلام لب خاموش نرگس صاد آنکھ نہین ملاتی فصل کی سُرخی دل جلاتی سیاہی سے اِسکی اشک آنکھون مین بھر آتا ہے - ہر دائرہ اِسکا حلقۂ آہن نظر آتا ہے - شعر

نرگس نے آنکھ پھیر لی بُلبُل جدا ہوئی	چلیے اب اس چمن سے کہ یانکی ہوا پھری

اب تو داغ دِل مشتعل ہوا عالم جنون اور بھی متصل ہوا - ناچار با دل بیقرار حاضر خدمت ہوا ہون اور یہ کہکر بیکسانہ روتا ہون - شعر

نہین کٹتا ہے یہ میدانِ بلا	مددے خضر بیابانِ بلا

مین نے جو اُنکی صورتِ پریشان احوال خفقان حالت زار و نزار عالم بیقرار پایا - تسلّی و تشفی کا نسخہ سُنایا کہ آپ شراب طہور کہن کو مونہ سے لگائین غم نو کو دل سے بھولائین نہ گھبرائین - شعر

مشکلے نیست کہ آسان نشود	مرد باید کہ ہراسان نشود

وہ کیا ردہے لائے کیسا مادہ ہے دکھائیے جب مدنظر آیا مینے سر اُٹھایا دیکھا تو رسالہ ہے بڑ بیسے بڑے چھوٹے موٹے سب کا ہجوم ہے - موا ہیر شہر کا دُھوم ہے - صاحب رسالہ نے کہا نام اس رسالہ کا ابطال الرجعۃ بالقرآن والاحادیث الصحاح لبعد ایقاع الثلث فی النکاح ہے پر نشان اِسکا قابلِ نگاہ ہے - حدیث مرفوع صحیح کا نام نہین - آیات قرآن سے استحکام نہین - کوئی اِس رسالہ مین مفرد[ل] کو جمع کر رہا ہے کوئی روایات ضعیفہ کا مجمع کر رہا ہے - کوئی للہِ درُّ کا دم بھرتا ہے - کوئی معتقد آ

[ل] یعنے مولوی حکیم حفاظت حسین صاحب عظیم آبادی ۱۲

بالحدیث ہے ہین باجتہاد خاص اپنی احادیث ضعیف متروک العمل کو لکھکر اور اُسکو محدثین کا مذہب قرار دیکر چھاپ دیا ہے۔

اقول آپنے جو یہ تحریر مندرج فرمائی بہتان عظیم ہے۔ جو لوگ کہ عامل بالحدیث ہین ہرگز ہرگز احادیث ضعیفہ متروک العمل کو لکھکر اپنی طبیعت سے محدثین کا مذہب قرار دیا ہو حاشا وکلا حقیقت اسکی ظاہر ہو گی۔

قولہ آپ پر فرض و لازم ہے کہ اس مسئلہ کو موافق احادیث صحاح لکھکر مشتہر فرمائیے

اقول یہ نصیحت بہت خیر تھی مگر آپنے نہ سنا۔

قولہ ناچار لکھنا پڑا۔

اقول بہت افسوس ہے کہ آپنے بنظر تحقیق کچھ نہ دیکھا بھالا بلا خوض و غور قلم جواب ہاتھ مین اُٹھایا۔

قولہ بعد چشم پوشی خطائے لفظی کے مطلب کو بنظر غور ملاحظہ فرماکر فقیر کو ساتھ دعائے خیر کے یاد کرین۔

اقول بہت خوب یہ عذر آپ کا قابل سماعت ہو ورنہ احادیث ضعیفہ کی جگہ احادیث ضعیف فرمایا ہے خبر لیجاتی ہمکو اور آپکو اللہ تعالے توفیق اور ہدایت دے راہ مستقیم کی واللہ الهادی الی الصراط المستقیم

قولہ بعد تتبع کتب صحاح و شرحون کے ظاہر ہوا کہ یہ حکم مجیب کا خلاف مسلک علمائے جمہور محدثین کے ہے۔

اقول شکر خدا کا کہ آپکو اللہ تعالی نے توفیق دی مراجعت کی دعوے بے اصل سے بسبب تتبع کتب کے اب آپنے خواب غفلت سے چونک کر

کھلجائے۔ آپکو صلۂ آخرت مرغوب ہے نہ دنیا کی اجرت مطلوب مین نے بھی خیال کیا کہ ع چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار۔ یکایک طبع کو میری اُمنگ آئی نشۂ آخرت کی ترنگ آئی۔ پھر تو سلطان فہم رسانے شبدیز قلم کو میدان بیان مین ایسا جولان کیا کہ صفحۂ خلاف کو بات کی بات مین خاک سیاہ کرا اور زمرۂ محدثین کو بہتان سے پاک کرا قصائے تحقیق کو پہنچا پھر جو حق نے کہا لکھا وانا لہ کاتبون اور نام مکتوب فیصلۃ العلیم لرفع البہتان العظیم رکھا وھو احکم الحاکمین فانظروا یا معشر المسلمین بعین الانصاف ولا تنظروا بعین الاعتساف وھوھذا

قولہ فقیر نے دیکھکر کہا کہ یہ فتوی غلط و بے اصل ہے۔

اقول آپکا یہ فرمانا غایت قصور نظر پر آپ کی دلالت کرتا ہے اگر آپ کو حدیث کی طرف التفات نہ تھا تو فقہ ہی کی کتابون کو معائنہ کرتے اگر آپ کو اسکی بھی فرصت نہ تھی تو اُردو ہی کی کتابونکی سیر کر لیتے جیسے تہذیب الایمان وغیرہ جب بھی آپکے مُنہ سے لفظ بے اصل نہین نکلتا حرارت مین آکر رد نکرتے مگر آپنے تعجیل کی اب آپکو اصل ہونا اس مسئلہ کا اور محدثین محققین کا کیا مذہب ہے، اور دلائل کسکے قوی ہین سب معلوم ہوجائیگا

قولہ فقیر نے عذر عدیم الغرضی کا کیا۔

اقول آپ کو یہی لائق تھا کیونکہ یہ مسئلہ من منزلۃ الاقدام ہے بڑے بڑے لوگون کا پاؤن پھسلا ہے اکثرون کا فہم بجلا ہے۔

قولہ بعض عالمون نے جو خود محدث بن بیٹھے ہین اور اپنے کو عامل

آفتاب زیور

اللہ صلعم سے ثابت ہوا تو یہی مذہب سارے محدثین محققین کا منقح اور محقق
ٹھہرا۔ اسیواسطے جماعت محققین کا مسلک یہی ہے۔ حکایت کی ہے
شوکانی نے بحر سے کہ ابی موسی محدث اسکے قائل ہین اور طاؤس و عطا
و جابر بن زید ہادی قاسم باقر ناصر احمد بن عیسی عبد اللہ بن موسی بن
عبد اللہ اور ایک روایت حضرت علی سے ہے اور زید بن علی سے بھی روایت
ہے اور ایک جماعت نے متاخرین کے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے
جیسے ابن تیمیہ ابن قیم اور ابن مغیب نے اپنی کتاب مسمی کتاب الوثائق
مین محمد بن وضاح سے نقل کی ہے کہ ایک جماعت مشائخ قرطبۃ اسی پر
فتوی دیتے ہین جیسے محمد بن بقی و محمد بن عبد السلام وغیرہ اور نقل کی
ابن منذر نے کہ حضرت ابن عباس کے شاگردون سے عطا اور طاؤس
اور عمرو بن دینار ہین اور یہ بھی ابن مغیب نے بیان کیا ہے کہ یہی مسلک
ہے علی اور ابن مسعود اور عبد الرحمن بن عوف اور زبیر کا انتہی اور
بڑے بڑے لوگ اسطرف ہین اگر بیان کیا جاوے تو ایک کتاب
اسماء رجال کی ہو جائے یہ امر دیکھنے سے بڑی بڑی کتابونکے معلوم
ہوتا ہے کوئی نہ دیکھے اور متعصب بنکر دیکھے تو سوائے دعائے توفیق
کے مین کیا کہون اور اگر تنگ آکر یہ مطلب اپنا فرمایئے کہ بیشک تمھارا
کہنا بجا ہے کہ کل محدثین کا مذہب یہ نہین مگر میری غرض یہ ہے کہ ایک
جماعت محدثین کا مذہب یہ ہے جیسا آپنے بعد اس قول کے اضطراب
کر کے قضیہ مہملہ فرمایا ہے وہ یہ ہے صورت مسئولہ مین نزدیک

یہ دعویٰ کیا کہ یہ حکم خلاف مسلک علمائے جمہور محدثین کے ہے۔ علمائے
جمہور محدثین مین نزاع فی الترکیب کرنی خلاف قبول عذر ہے شاید
مطلب آپکا یہ ہے کہ قول مجیب اوّل یعنے نزدیک محدثین کے یہ طلاق
ثلثہ حکم طلاق واحد کا رکھتا ہے خلاف ہے کُل علمائے محدثین کے کیونکہ جمہور
کے معنی ہمہ یعنے کُل کے ہین اور کُل سور کلیہ ہے تو یہ دعوے بھی خواہ
آپنے من عند نفسہ کیا ہو یا یہ تقلید کسی شخص کے محض غلط ہے کیونکہ حکم
طلاق ثلثہ فی مجلس واحد کا واحد رجعی ہونا زمانۂ رسول اللہ صلعم سے
تا دو برس زمانہ خلافت حضرت عمرؓ تو متفق علیہ ہی رہا تب سب کے سب
صحابہؓ کا یہی مذہب و مسلک یہی ٹھہرا حضرت عمرؓ نے بھی کوئی روایت
خلاف کی اسکے رسول اللہ صلعم سے نہین کی فقط اپنی رائے یہ بیانکی
کہ جس امر مین لوگون کے لئے تاخیر تھی اُسمین اُنہون نے جلدی کی اگر
ہم اُسکو انپر جاری کرین تو بہت بہتر ہوگا۔ اب سمجھنے کی بات ہے کہ
خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ صاف اسی لو امضینا سے اشارہ فرماتے
ہین کہ یہ تین طلاق تعجیلی اللہ و رسول نے اون قائلین پر جاری نہین
کیا ہے اور نہ ہمنے ابتک جاری کیا ہے اگر ہم جاری کرین تو بہتر بات
تو یہ رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹھہری نہ کتاب اللہ و سنت رسول
اللہ صلعم کی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے کو کیون دخل دیا
بعض تابعیون نے آپکی کیون تبعیت کی انکشاف اسکا آگے ہے
اور جب تین طلاق تعجیلی کا واحد رجعی ہونا کتاب اللہ و سنت رسول

اللہ صلعم سے ثابت ہوا تو یہی مذہب سارے محدثین محققین کا منقح اور محقق ٹھہرا۔ اسیواسطے جماعت محققین کا مسلک یہی ہے۔ حکایت کی ہے شوکانی نے بحر سے کہ ابی موسیٰ محدث اسکے قائل ہین اور طاؤس و عطا و جابر بن زید ہادی قاسم باقر ناصر احمد بن عیسیٰ عبد اللہ بن موسیٰ بن عبد اللہ اور ایک روایت حضرت علی سے ہے اور زید بن علی سے بھی روایت ہے اور ایک جماعت نے متاخرین کے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے جیسے ابن تیمیہ ابن قیم اور ابن مغیب نے اپنی کتاب مسمیٰ کتاب الوثائق مین محمد بن وضاح سے نقل کی ہے کہ ایک جماعت مشائخ قرطبہ اسی پر فتویٰ دیتے ہین جیسے محمد بن بقی و محمد بن عبد السلام وغیرہ اور نقل کی ابن منذر نے کہ حضرت ابن عباس کے شاگردون سے عطا اور طاؤس اور عمرو بن دینار ہین اور یہ بھی ابن مغیب نے بیان کیا ہے کہ یہی مسلک ہے علی اور ابن مسعود اور عبد الرحمن بن عوف اور زبیر کا انتہیٰ اور بڑے بڑے لوگ اسطرف ہین اگر بیان کیا جاوے تو ایک کتاب اسماء رجال کی ہوجائے یہ امر دیکھنے سے بڑی بڑی کتابوں کے معلوم ہوتا ہے کوئی نہ دیکھے اور متعصب بنکر دو کہے تو سواے دعائے توفیق کے مین کیا کہون اور اگر تنگ آکر یہ مطلب اپنا فرمایئے کہ بیشک تمہارا کہنا بجا ہے کہ کل محدثین کا مذہب یہ نہین مگر میری غرض یہ ہے کہ ایک جماعت محدثین کا مذہب یہ ہے جیسا آپنے بعد اس قول کے اضطراب کرکے قضیۂ مہملہ فرمایا ہے وہ یہ ہے صورت مسئولہ مین نزدیک

یہ دعویٰ کیا کہ یہ حکم خلاف مسلک علمائے جمہور محدثین کے ہے۔ علمائے
جمہور محدثین مین نزاع فی الترکیب کرنی خلاف قبول عذر ہے شاید
مطلب آپکا یہ ہے کہ قول مجیب اوّل یعنے نزدیک محدثین کے یہ طلاق
ثلثہ حکم طلاق واحد کا رکھتا ہے خلاف ہے کُل علمائے محدثین کے کیونکہ جمہور
کے معنی ہمہ یعنے کُل کے ہین اور کُل سور کلیہ ہے تو یہ دعوے بھی خواہ
آپنے من عند نفسہ کیا ہو یا بہ تقلید کسی شخص کے محض غلط ہے کیونکہ حکم
طلاق ثلثہ فی مجلس واحد کا واحد رجعی ہونا زمانہ رسول اللہ صلعم سے
تا دو برس زمانہ خلافت حضرت عمرؓ تو متفق علیہ ہی رہا تب سب کے سب
صحابہؓ کا یہی مذہب و مسلک یہی ٹھہرا حضرت عمرؓ نے بھی کوئی روایت
خلاف کی اسکے رسول اللہ صلعم سے نہین کی فقط اپنی رائے یہ بیان کی
کہ جس امر مین لوگون کے لئے تاخیر تھی اُسمین اُنہون نے جلدی کی اگر
ہم اُسکو انپر جاری کرین تو بہت بہتر ہوگا۔ اب سمجھنے کی بات ہے کہ
خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ صاف اسی لوامضینا سے اشارہ فرماتے
ہین کہ یہ تین طلاق تعجیلی اللہ و رسول نے اون قائلین پر جاری نہین
کیا ہے اور نہ ہمنے ابتک جاری کیا ہے اگر ہم جاری کرین تو بہتر بات ہے
تو یہ رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ٹھہری نہ کتاب اللہ و سنت رسول
اللہ صلعم کی لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رائے کو کیون دخل دیا اور
بعض تابعیون نے آپکی کیون تبعیت کی انکشاف اسکا آگے ہوگا
اور جب تین طلاق تعجیلی کا واحد رجعی ہونا کتاب اللہ و سنت رسول

[illegible] لوامضینا

کرو۔ اب آپ توجہ فرمائین اور انصاف کے کانون سے سنین کہ واقع
اور نفس الامر مین باعتبار حجت قول حمید و قوی مجیب اوّل ہی کا ہے
اور جماعت عظیمہ کی رائے سُست ضعیف یعنے تین طلاق فی
مجلس واحد کا واحد رجعی ہونا احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ سے ثابت ہے۔
اوّل حدیث صحیح مسلم کی بروایت ابن طاؤس عن ابیہ ہے۔

عن ابن طاؤس عن ابیہ عن ابن عباس قال کان الطلاق علی عھد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر وسنتین من خلافۃ عمر
طلاق الثلث واحدۃ فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا
فی امر کانت لھم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیھم فامضاہ علیھم

اور دوسری روایت ابراہیم ابن میسرہ عن طاؤس سے ہے۔

عن ابراھیم بن میسرۃ عن طاؤس ان ابا الصھبا قال لابن عباس
ھات من ھناتک الم یکن الطلاق الثلث علی عھد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وابی بکر واحدۃ فقال قد کان ذلک
فلما کان فی عھد عمر تتابع الناس فی الطلاق فاجازہ علیھم

یہ دونون روایتین مرفوع متصل صحیح ہر طرح سے ہین کل مسلمانون کا
اسکی صحت پر اتفاق ہے۔ اِن روایتون مین سے پارۂ اوّل کا خلاصہ
مطلب اتنا ہوا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ
طلاق زمانہ رسول اللہ صلعم اور حضرت ابوبکر رضؓ کے عہد مین اور دو برس
تک حضرت عمر کی خلافت مین تین طلاق ایک ہی تھی اس سے کیا بات

علمائے محدثین کے تین طلاق مغلظہ واقع ہوگی الیٰ آخرہ کیونکہ لفظ جمہور کا فروگذاشت کیا تو اب درمیان قول مجیب اوّل اور آپکے تعارض نرہا۔ قول مجیب اوّل یہ ہے کہ نزدیک محدثین کے یہ طلاق ثلٰثہ حکم طلاق واحد کا رکھتی ہے تو یہ قول بھی حکم جزئیہ مین ہے اور آپکا قضیئہ مہملہ بھی حکم جزئیہ مین تو یہ معارض اور نقیض مجیب اوّل نہوا۔ تو پھر آپنے کیون اتنی پریشانی واسطے تردید کے اُٹھائی۔ اگر آپ یہ فرمائین کہ مین حق جانونگا کثرت جماعت کو میں نہین جماعت کا ہاتھ پکڑ کر راہ چلونگا مجکو دلائل سے کام نہین میرا تو عمل سواد اعظم پر ہے تو اے برادر ایمانی راحت جانی پھر اس معرکہ احادیث مشکلہ مین کیون قدم رکھا۔ ایسے دنگل مین بے حجاب کیون تشریف لائے در پردہ حقیقت کا دعوے فرماتے کہ میرے مذہب مین حق یہی ہے اور جب آپنے چھیڑ چھاڑ دلائل کا فرمایا تو اب حقیت دلائل کو دیکھئے کثرت پر اعتماد نفرمائیے ما انا علیہ واصحابی پر عمل کیجئے ورنہ بہتتر فرقے ابھی آپکے ہمزبان ہوجائینگے اور اپنی ناجیت کر دعوے کنان اب اگر آپ انصاف پر کمر باندھکر یہ پوچھین کہ مان لیا کہ بیشک بعض محدثین کے نزدیک طلاق ثلٰثہ فی مجلس واحد طلاق واحد رجعی ہے اور بعضونکے نزدیک طلاق ثلٰثہ فی عدۃ طلاق ثلٰثہ جاری ہوتی ہے۔ ان دونون قولونسے کس قول پر حجت قویہ اور کونسا قول محقق ہے اور کونسا قول موافق کتاب و سنت اور کون ضعیف لا یعبأ بہ ہے اور جاری ہونیکے کیا معنی ہین بیا

طلاق مغلظہ دینے مین قریب چھ مہینے کے گذرتا تھا اب اُسمین اُنھون نے
جلدی کی یعنی تین طلاق فی مجلس واحد اپنی طرف سے دینے لگے اگر ہم
اُسکو اُنپر جاری کرین جیسا اُنہون نے اپنی طرف سے ایقاع طلاق ثلٰثہ فی مجلس
واحد نکالا ہے کہ اسکی تعلیم اللہ و رسول سے نہین بلکہ اسکے خلاف کی
تعلیم ہوئی ہے ویسے ہی ہم اپنی طرف سے اُنپر یہ تین طلاقین شمار کر دین
تو بہتر ہوگا۔ کیا معنی یعنے اُنھون نے غصہ و تیہہ مین آکر مخالفت خدا
و رسول کے کی اور نعمت مہلت کو قبول نکیا اور اسکی جزا بھی ہم اُنکے
لئے ایسی دیوین کہ وہ سخت دشوار ہو اور مفارقت سے بی بی کی کیا
تعزیر زیادہ سخت مناسب اسکے ہوتے تو آپنے اس تین کہنے کے
بدلے تفریق ہی کو تعزیر اُنپر مقرر کر دیا بدین قیاس کہ جب اللہ تعالیٰ
نے عقوبت اپنے بندون کی بسبب اختیار کرنے تین طلاق فی عدۃ
متعددہ کے جو ابغض مباحات سے ہے حرمت بی بی کی مقرر فرمائی
تو مین عقوبت اُن لوگونکی جو طلاق دینے مین تجاوز عن حدود اللہ
کرتے ہین تفریق اُنکی بی بی کی مقرر کرتا ہون تو یہان پر تعزیر بالرائے
حضرت عمرؓ نے مقرر فرمائی ہے کہ قائلین اس عصیان سے بسبب خوف
تفریق کے بچین اور طلاق ثلٰثہ فی عدۃ واحدہ ندین نہ مخالفت کی ہو
اللہ و رسول کی کہ حضرت نے طلاق ثلٰثہ کو واحد رجعی فرمایا ہے اور حضرت
عمرؓ نے اُسی طلاق کو مغلظہ کہا ہے نعوذ باللہ من ھذا الفھم
بلکہ طلاق ثلٰثہ فی مجلس واحد کا حکم واحد رجعی ہونا اور طلاق ثلٰثہ فی عدۃ

نکلی کہ حضرت رسول اللہ صلعم کا فتویٰ رحلت فرمانے تک آپکے یہی رہا
کہ تین طلاق فی مجلس واحد طلاق واحد رجعی ہے اور اس فتویٰ سے
یہ بات نکلی کہ آپ اس تین طلاق تعجیلی فی مجلس واحد کو مثل اُن تین
طلاق کے جسکا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن مین یہ فرمایا ہے لاتحل لہ
من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ نہین سمجھتے تھے ورنہ تین طلاق تعجیلی
پر حکم واحد رجعی کا نہین فرماتے حکم مغلظہ کا دیتے اب اس آیت کے معنی
فان طلقہا فلا تحل لہ الخ صاف صاف اوپر رائے اہل انصاف
کے موافق سمجھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہی ہوئی کہ اگر کسی نے
تین طلاقین متعدد عدتون مین دین تو وہ مغلظہ ہوگی اور عورت
مطلقہ بطلاق مذکورہ بلا حلالہ جائز نہین اب بقران حدیث و قرآن
یہ بات مثل آفتاب و ماہتاب روشن ہوگئی کہ تین طلاقین فی مجلس واحد
کا حکم واحد رجعی ہے اگرچہ شمار مین تین ہون اور مجموعہ ایک ایک
طلاق فی عدۃ متعددۃ کا حکم مغلظہ کا ہے اگرچہ شمار مین فی عدۃ واحدہ
ایک ہو پس درمیان طلاق ثلثہ فی العدد اور طلاق مغلظہ کے اعم و
اخص مطلق کی نسبت ہے جہان طلاق مغلظہ ہوگی وہان طلاق ثلثہ
فی العدد بھی ہوگی اور جہان طلاق ثلثہ فی العدد ہوگی وہان مغلظہ ہونا
لازم نہین اور مطلب پارۂ ثانی موقوف کا یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے
فرمایا کہ جس امر مین لوگونکے لئے تاخیر تھی یعنے اللہ و رسول سے
واسطے اُنکے تین عدۃ مقرر تھی جیسا لفظ لہم دلالت کرتا ہے تو زمانہ

کی اس نظر سے کہ آپ کے وقت مین وہ اسباب نئے ہوگئے تھے جو
رسول اللہ صلعم کے عہد مین تھے - ایک اجتہاد آپکا یہ ہوا کہ جب
شراب خواری بکثرت ہوئی تو آپنے اسّی دُرّے مقرر کئے منجملہ
اجتہادات کے یہ بھی ہوا کہ جب لوگونکو طلاق تعجیلی بہیم دیتے دیکھا تو
معلوم کیا کہ بلا سزا اس حرام کے کہنے سے باز نہ آوینگے تو آپنے مارپیٹ
شروع کی جیساکہ حدیث سعید ابن منصور سے معلوم ہوتا ہے -
(ان عمر کان اذا اتی برجل طلق ثلثا اوجع ظہرہ)
جب باوجود اسکے بھی کثرت پائی تو آپنے ملاحظہ فرمایا کہ اب کسکو کسکو
مارون اس سے بھی سخت سزا مقرر کرنی چاہیئے تا لوگ اس کہنے سے باز آئیں
اسلئے آپنے اُنپر تین طلاق کو لازم کردیا کہ اگر کوئی شخص تین طلاق تعجیلی
دیگا تو وہ نتیجہ تین طلاق کا پائے گا - اب اِس مقام پر ایک امر اور
سمجھنا چاہیئے کہ طلاق ثلثہ تعجیلی کا حکم واحد رجعی ہونا طرح اوّل سے
ہے یہ قابل تغیر و تبدل نہین اور بعد طلاق تعجیلی کے حکم تفریق کا دینا
یہ طرح ثانی سے ہے - یہانپر ایک نکتہ قابل بیان ہے کہ طلاق تاخیری
فی نفسہٖ موجب تفریق ہے طلاق تعجیلی فی نفسہ موجب تفریق نہین
بلکہ باعتبار حکم عمرؓ موجب تفریق ہے تو اب دونون امرون مین
یعنے طلاق تعجیلی فی نفسہ کا مجوز رجعت ہونا و باعتبار حکم عمرؓ موجب
تفریق معارضہ نرہا - اب کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ طلاق تعجیلی
حکم مین واحد رجعی کے ہے اسکے معارضہ مین وہ فتویٰ صحابہ و تابعین کا

متعددہ کا مغلظ اور حرام قطعی ہونا زمانۂ رسول اللہ صلعم اور زمانۂ صحابہؓ
سے آجتک ہے اور تاقیامت رہیگا مخالفت اُسکی مخالفت اللہ و رسول کی ہے ہان
اگر کوئی باتباع عمرؓ بعد طلاق ثلٰثہ تعجیلی کے تفریق کا فتوی دے تو جائز ہے
اگرچہ قائل طلاق کو مراجعت بھی جائز ہے اور اس مسئلہ طلاق تعجیلی
مین یہ عقیدہ رکھنا کہ تفریق فرض ہے مراجعت جائز نہین بدعت ہے
بسبب مخالفت کتاب و سنت کے۔ یہان ایک بات اور سمجھنے
کی ہے جو سوء فہم سے بچاوے وہ یہ ہے کہ احکامات دو طرح پر ہوتے ہین
ایک تو یہ کہ تغیر زمانہ اور تبدل اجتہادات سے نہ بدلے خصوصًا
بعد زمانہ رسول اللہ صلعم کے جو حالت اُسکی ہے ہمیشہ اُسی حالت
پر رہے جیسے واجبات کا وجوب اور محرمات کی حرمت اور حدود معینہ
اللہ و رسول کی اور دوسرے وہ کہ تغیر زمانہ و تبدل اجتہادات سے
باقتضائے مصالح بدلجاتے ہین اور صاحب سیاست کو اختیار ہو
تبدل و تغیر کا جیسے مقدار سزا دینے کا عصیان کی کہ شارع یعنے رسول
اللہ صلعم نے مصلحت کی موافق اُنکو طرح طرح پر کیا ہے مثلاً شرابخوار
کو پہلے مرتبہ چھڑی سے جوتی سے مارنا چوتھے مرتبہ مین مار ڈالنے کی
سزا دینی اور زکوٰۃ نہ دینے والے کا آدھا مال لے لینا ویسا ہی آپکے
صحابہ نے آپکے بعد سزائین قسم قسم کی دی ہین مثلاً حضرت عمرؓ
مجرم کا سر منڈواتے اور شہر بدر کرتے اور مارتے اور سزاؤنکے
باب مین انکے بہت اجتہادات تھے جسپر صحابہ نے آپکی موافقت

وہ اسکا قائل ہے کہ وہ طلاق تھی مگر اب منسوخ ہوئی بعد اسکے کہا ہے
کہ یہ غلطی فاحش ہے کیونکہ حضرت عمرؓ اگر نسخ فرماتے تو سارے صحابہ انکا
رد کرتے اور اگر نسخ زمانہ حضرت مین ہوا ہے تو ساتھ بقائے حکم کے
راوی خلافت ابی بکر و بعض خلافت عمر مین کیون خبر دیتا اور اگر یہ
کہئے کہ اجماع اوپر نسخ کے ہے تو اجماع بغیر اجماع اوپر ناسخ کے ہو
نہین سکتا اور اگر یہ کہئے کہ من عند نفسہ نسخ کیا ہے تو معاذ اللہ یہ
اجماع اوپر خطا کے لازم آوے گا اور حال یہ ہے کہ وہ لوگ محفوظ ہین
اس سے پس اگر کہا جاے کہ نسخ ظاہر ہوا ہے زمانہ عمرؓ مین یہ بھی غلط
ہے کیونکہ لازم آجائیگا اجماع کہ وہ خطا پر زمانہ ابوبکر مین قال المازری
وقد زعم من لاخبرة له بالحقائق ان ذلك كان ثم نسخ قال وهذا
غلط فاحش لان عمر رضی اللہ عنہ لم ینسخ ولو نسخ وحاشاہ لبادرت
الصحابة الى انكاره وان اراد هذا القائل انه نسخ فی زمن النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فذلك غير ممتنع ولكن يخرج عن ظاهر الحديث
لانه لو كان كذلك لم يجز للراوی ان يخبر ببقاء الحكم فی خلافة
ابی بكر و بعض خلافة عمر رض فان قيل فقد يجمع الصحابة على
النسخ فيقبل ذلك منهم قلنا انما يقبل ذلك لانه يستدل باجماعهم
على ناسخ واما انهم ينسخون من تلقاء نفسهم فمعاذ اللہ لانه
اجماع على الخطاء وهم معصومون من ذلك فان قيل فلعل النسخ
انما ظهر لهم فی زمن عمر قلنا هذا غلط ايضا لانه يكون

پیش کرنا کہ جسمین بعد طلاق تعجیلی کے حکم تفریق کا فرمایا ہے سو، فہم پر
دلالت کرتا ہے۔ خصوصًا وہ قصہ پیش کرنا کہ جنکے ضعف کو بہت سے ائمہ
حدیث نے بیان کیا ہے لغو ہے ان مفاہم کے نہ خیال کرنے سے بڑے بڑے
لوگون سے بڑی بڑی غلطیان واقع ہوئین ہین جیسے حضرت ابو داؤدؒ
کہ کیسا بڑا محدث صاحب اجتہاد ہے مگر جب اُنھون نے یہ دیکھا کہ حضرت
ابن عباس کا ایک فتوی بسند صحیح علی شرط البخاری یہ ہے کہ طلاق ثلاثہ
طلاق واحد ہے قال ابو داؤد روی حماد بن زید عن ایوب
عن عکرمة عن ابن عباس اذا قال انت طالق ثلثا بفم واحد فھی واحدة
——— اور بھی روایت عبد الرزاق عن معمر سے یہ بات معلوم
ہوئی کہ فتوی حضرت ابن عباس کا یہ ہے کہ نہین حلال ہے قائل ثلثہ
پر عورت چنانچہ حدیث عبد الرزاق قابل حجت نہین ہے کیونکہ حضرت
طاؤس نے جو بڑے ماہر ہین حضرت ابن عباس کے احوال سے وہ
مسجد مین ہاتھ اُٹھا کر قسم کھا کر انکار فرماتے ہین کہ ہرگز ابن عباس کا
یہ فتوی نہین حدیث مین آیا ہے ان طاؤسًا رفع یدیہ تعجبا عن
ذلك وقال واللہ ما کان ابن عباس یجعلھا الا واحدةً
معہذا ان دونون کو تعارض سمجھکر گھبرا کر ایسا حرف بے قطعہ قلم سے تحریر
فرمایا کہ جتنے ماہران فن ہین اُن سبھون نے اپنے ناخن گیر تردید سے
اُسکو چھیل ڈالا یعنے نسخ مراجعت کے قائل ہوگئے حالانکہ یہ بڑی غلطی
ہے جیسا کہ مازری فرماتے ہین کہ جسکو حقیقت سے آگاہی نہین ہے

ابی الصہباء کے یہ بھی حدیث مجیب اول کے لئے حجت قویہ ہے تیسری
حجت مجیب اول کی حدیث موقوف حماد بن زید ہے کہ وہ بہت صحیح
علی شرط البخاری ہے روی حماد بن زید عن ایوب عن عکرمۃ
عن عباس اذا قال انت طالق ثلثا بفم واحد فھی واحدۃ
یعنے فتوی حضرت ابن عباس کا جو بموجب حدیث کے ہے کہ طلاق
ثلثہ فی مجلس واحد ایک ہی ہوتی ہے اور ائمہ حدیث نے اس حدیث
کو کہا ہے کہ صحت اور بزرگی کی راہ سے بس ہے وحسبک بھذا السنۃ
صحۃ وجلالۃ اور دوسرا فتوی ابن عباس کا جو طلاق دینے والونکی طلاق
قائم رکھنی اور سزا دینے کے لئے بموافقت حضرت عمرؓ ہے وہ اسکا
معارض نہین جیسا کہ معلوم ہوا اگر معارض بھی ہوتی تو اختیار کیجاتی روایت
ہے ابن عباس کی نہ رائے اسواسطے کہ اصول حدیث کا قاعدہ ہے
کہ ان روایتہ معصومۃ ورائہ غیر معصوم قولہ استدلال
مجیب کا ساتھ ان حدیثون کے مفید مدعا کو نہین ہے اقول تعجب ہے
کہ آپنے اتنا بھی خیال نہ کیا کہ مدعاے مجیبؒ ہے کہ طلاق ثلثہ
فی مجلس واحد طلاق رجعی ہے اسکی تصریح چارون روایتون مین موجود
ہے پھر کیا معنی کہ مفید مدعا نہین ہے قولہ اسواسطے کہ یہ حدیثین بسبب
ضعف رواۃ اور تعارض حدیثین ثقات کے خود مخدوش ہین اقول
اگر آپ پہلے سے دیکھے بھالے ہوتے تو ایسا لفظ اُن احادیثونکی شان
مین کہ جنکو ائمہ حدیث متلقی بالقبول کرتے آئے ہین نفرماتے جیسا کہ

قد حصل الاجماع علی الخطاء فی زمن ابی بکر والمحققون من
الاصولین لا یشترطون انقراض العصر فی صحۃ الاجماع واللہ اعلم
پس اس بیان سے میرے معلوم ہوا کہ طلاق ثلثۃ فی عدۃ واحدۃ واحد
رجعی ہے اور منسوخ نہین ہے اور دعویٰ مجیب ثانی کا کہ طلاق ثلثۃ فی
عدۃ واحدۃ ہے یہی طلاق مغلظہ واقع ہوگی محض غلط و بلا دلیل ہے
کسی حدیث صحیح مین کسی صحابہ یا تابعین سے تصریح اسکی نہین کہ حضرت
رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ طلاق ثلثۃ فی عدۃ واحدۃ مغلظہ ہے
رجعی نہین ہے تصریح ہو تو بیان کرو بخلاف دعویٰ مجیب اول کے
کہ بالتصریح حدیث اخیر مین موجود ہے دیکھو حدیث صحیح مرفوع متصل
مُسند امام احمد مین جو کہ داؤد ابن حصین سے مروی ہے کہ رکانہ بن عبدیزید
نے اپنی بی بی کو تین طلاقین ایک ہی مجلس مین دین اور طلاق دینیوالو مین
یہ شخص سب سے پچھلا تھا اُسنے اُس عورت پر نہایت غم کیا آنحضرت صلعم
نے اُس سے پوچھا کہ تو نے اُسکو کیسے طلاق دی ہے اُس نے عرض کیا
کہ مین نے تین طلاقین دی ہین آپنے فرمایا کہ ایک مجلس مین اُسنے عرض
کیا کہ ہان آپنے فرمایا کہ وہ طلاق ایک ہی ہوئی تو اُس عورت سے
چاہے مراجعت کرے عکرمہ کہتے ہین کہ اُسنے مراجعت کرلی اور یہ بھی
اُنکا قول ہے کہ حضرت ابن عباس کی رائے یہ تھی کہ ہر طہر پر طلاق
ہونی چاہیئے اور روایت کیا اسکو حافظ ابو عبداللہ محمد بن عبدالواحد
مقدسی نے اپنی مختارہ مین۔ یہ حدیث موافق ہے طاؤس اور

ابن ابی شیبۃ و دارقطنی فی حدیث ابن عمر المتقدم
قلت یا رسول اللہ و رایت لو طلقها ثلثا قال اذن قد عصیت
ربک و بانت منک امراتک و فی سنن ابی داؤد عن مجاهد
ایسی ہی چند حدیثین موقوف بیان کی ہین جنکو صلاحیت ہی معارضہ
کی نہین ہے پھر ایک روایت مرفوعہ عبدالرزاق کا عن عبادہ ابن
صامت بیان کی ہے اس بیان سے سکوت ہی بہتر تھا۔ اب سنیے پہلی
حدیث کا حال کہ وہ حدیث حسن کی ہے اسناد مین اُسکی عطا خراسانی
ہین اُنکو سعید ابن مسیب نے کاذب کہا ہے وکذبہ سعید ابن المسیب
وضعفہ غیر واحد اور بخاریؒ نے فرمایا ہے کہ عطا خراسانی راویون سے
مالکؒ کی قابل ترک ہے قال البخاری لیس فیمن روی عنہ مالک من یستحق
للترک غیرہ اور شعبہ نے فرمایا ہے انکو نسیان تھا۔ اور ابن
حبان نے فرمایا ہے کہ کثیر الوہم تھے حافظہ خراب تھا۔ حدیثون مین خطا کرتے
تھے اور اس خطا پر اپنی واقف نہین ہوتے تھے تو چونکہ اُنکی روایت
مین ایسی خطائین واقع ہونے لگین تو اُنکی حدیث قابل حجت نہین۔
قال ابن حبان من خیار عباد اللہ غیر انہ کان کثیر الوهم سئی الحفظ
یخطی ولا یدری فلما کثر ذلک فی روایته بطل الاحتجاج به
اور بھی طلقتها ثلثا الخ یہ زیادت عطاء خراسانی کی ہے اور مخالفت
کی ہے اسکی حفاظ حدیث نے باوجود مشارکت اصل حدیث مین اور
بھی اسناد مین اسکی شعیب ابن رزیق شامی ہین وہ ضعیف ہین

اب آپکے اوپر منکشف ہوا اور ہوجائیگا کہ ان چارون روایتون
مین سے کوئی روایت ضعیف نہین ہے اور ان روایتون کی کوئی روایت
نفس الامر مین معارض نہین ہے۔ قولہ اول یہ کہ مطلب دو حدیث
پہلی کا شارحین صحاح نے یہ لکھا ہے کہ زمانۂ اول مین تین طلاق تاکیداً
تھی رفتہ رفتہ لحاظ تاکید کا نرہا اور تجدید اور استیناف شروع ہوگئی۔
اقول جب آپکے منتصرین ان حدیثون کے مقابلہ مین کوئی حدیث
مرفوع متصل نہ لاسکے تب تاویل حدیث کیطرف متوجہ ہوئے اسکی
بھی خبر لیجاتی ہے سُنیئے کہ یہ مطلب اس حدیث کا بیان کرنا محض غلط
ہے اور یہ تاویل محض پوچ ولچر ہین اس تاویل کا بھدّہ پن بیان کیئے
دیتا ہون ذرا کان لگاکر سنین اور تعصُّب کو دل سے نکال کر سمجھین غصہ
نفرمائین آپ پر کچھ الزام نہین آپنے تو یہ بھی نہین جانا کہ اصل ماوّل
اسکا کون ہے آپنے تو اس تاویل مین تقلید کی نووی اور قسطلانی کی مگر
افسوس ہے نووی شافعی اور قسطلانی شافعی پر کہ ان حضرات نی بھی
بسبب محبت و انتصار مذہب اپنے کے اپنی آنکھین بند کرکے اِس
تاویل کی تقلید کرلی اور بڑی حسرت ہی مجکو صاحب فتح القدیر حنفی پر کہ
اِس مسئلہ مین اِنکو بھی فتح نصیب نہوئی۔ کوئی حدیث مرفوع متصل
صیح نہ لاسکے اس حدیث کے مقابلہ مین لائے بھی دلیل تو ایسی حدیث
ضعیف سے ضعیف کہ دل سننے کو نہین چاہتا احوال ضعف دیکھکر دیکھیے
فتح القدیر مین فرماتے ہین ومن الادلۃ فی ذلک ما فی مصنف

فی امر کانت لھم فیہ اناۃ فلو امضیناہ علیھم فامضاہ علیھم
تاویل ابن سریج کی یہ ہے اذا قال الرجل انت طالق انت
طالق فانہ یلزمہ واحدۃ اذا قصد التوکید وثلث اذا قصد
التکریر للایقاع فکان الناس علی عھد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وابی بکر علی صدقھم وسلامتھم وکانوا یصدقون
فی ارادۃ التوکید فلما رائ عمر فی زمانہ امورا ظھرت واحوالا
تغیرت وفشاء ایقاع الثلث جملۃ بلفظ لا یحتمل التاویل الزمھم الثلث
فی صورۃ التکریر اذا صار الغالب علیھم قصدھا ھکذا فی نیل الاوطار
ترجمہ کوئی شخص کہے انت طالق۔ انت طالق پس طلاق
ثلثہ ایک ہوگی جب قصد کرے وہ شخص تاکید کا اور تین طلاق واقع
ہوگی جب قصد کرے ایقاع مکرر کا پس تھے لوگ عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم مین سچے اور تھے وہ لوگ کہ تصدیق کیے جاتے تھے
اپنے ارادہ تاکید مین جب زمانہ حضرت عمرؓ کا پہنچا تو امور اور احوال
متغیر ہوگئے اور طلاق ثلثہ اکٹھے دینے لگے ساتھ اسی لفظ کے کہ جو
محتمل التاکید اور تاویل کو نہین ہے تب حضرت عمرؓ نے طلاق ثلثہ
محتمل التاکید کو بھی بلا تصدیق اُن لوگون کے کہ جو آپ کے زمانہ مین تین
طلاق مکرر محتمل التاکید بیچ مجلس واحد کے دیتے تھے تین ہی طلاقین
لازم کردین اگرچہ اُنکی نیت تاکید ہو یا نہین اسواسطے کہ حضرت عمرؓ
کے نزدیک یہ بات ٹھن گئی تھی کہ ان لوگونکا قصد تکریر ہی ہے

هكذا قال الشوكاني دوسری دلیل اگرچہ موقوف ہو اگر اسکی حالت بھی تباہ ہے بخاری نے فرمایا ہے اسناد مین اسکی زبیر ابن سعید ہاشمی ہین وقد ضعفہ غیر واحد اور بعضون نے کہا ہے انھ متروک اور بہت سے لوگون نے کہا ہے کہ اسکے راوی مجہول ہین اور مرفوع چھوڑ کر موقوف کیطرف کیا التفات کرین دیکھو حدیث عبادہ ابن صامت کی بھی حدیث ضعیف ہے قابل حجت نہین دیکھو دارقطنی نکالکرکے کہ بعد بیان کرنے حدیث عبادہ بن صامت کے کہتے ہین۔ رواتہ مجھولون وضعفاء جب ان دلیلون سے کچھ بات نہ بنی تو ان حضرات نے بھی اس تاویل کی تقلید کرلی اور راسمین جو سقم ہے ان سبھون نے نہ معائنہ کیا سچ ہے الحب یعمی ویصم والحق الهادی عن الضلال وهو الكبير المتعال اب سنو حقیقت اس تاویل کی کہ پہلا بیان کرنے والا اس تاویل کا ابن سریج ہے تین حدیث یہ ہے ان ابا الصهباء قال لابن عباس اتعلم انما كانت الثلث تجعل واحدة على عهد النبي صلى الله عليه وسلم وابي بكر وثلاثا من امارة عمر فقال ابن عباس نعم وفي حديث آخر ان ابا الصهباء قال لابن عباس هات من هناتك الم يكن الطلاق الثلث على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وابي بكر واحدة فقال ايه قد كان ذلك فلما كان في عمر تتابع الناس في الطلاق فاجازه عليهم وفي رواية آخر فقال عمر بن الخطاب ان الناس قد استعجلوا

کے ہوتی تھی اور زمانہ حضرت عمر مین جب تجدید شائع ہوئی تب آپنے
حکم مغلظ کا دیا ہر معنی اپنے لفظ سے مدلول ہوتا ہے نہ یہ کہ المعنی
فی بطن الشاعر هل هذا الا التعصب ذرا انصاف کرنے کی بات ہے علاوہ
اسکے اگر آپ یہ کہئے کہ یہ بات مقرر ہے کہ طلاق ثلثہ فی مجلس واحد وقت
تکریر کے طلاق مغلظ ہوتی ہے یہ قرینہ ہے اس معنی کے نکالنے کا تو ظاہر
ہے کہ یہی امر تصریحات حدیث فاسد ہے میرے نزدیک اور ہمارے آپکے
متنازع فیہ تو بنائے فاسد علی الفاسد ہوئی اور مصادرۃ علی المطلوب
لازم آیا علاوہ اسکے جب طلاق ثلثہ متفرقہ فی عدۃ واحدہ محتمل التاکید
والتکریر ہوئی تو خلاصہ تقریر کا آپکے یہ ہوا کہ زمانہ رسول اللہ صلعم
مین قائل اس لفظ محتمل کا مصدق کیا جاتا تھا اپنے دعوے مین اور
حضرت عمرؓ کے وقت مین قائل مصدق نہین کیا جاتا تھا اپنے دعوی
مین اگر یہان یہ کہئے کہ حضرت عمرؓ اس لفظ کو محتمل التاکید نہین سمجھتے
تھے تو نہایت قول باطل ہے کہ آپ بھی اہل عرب تھے رسول اللہ صلعم
و دیگر صحابہ تو محتمل التاکید سمجھین اور تصدیق دعوی کرین اور آپ
سمجھین اور اگر یہ کہئے کہ محتمل التاکید سمجھتے تھے مگر اپنے زمانہ کے لوگون
کی تصدیق اپنے دعوی مین نہین کرتے تھے تو آپ کی شان اس سے
بھی دور ہے کیونکہ جو لفظ محتمل الامرین ہے اگر قائل اسکا جس امر کی
نیت کرے گا تو وہ اپنے دعوی مین تصدیق کیا جاوے گا۔ اس زمانہ
مین کہ جو خراب زمانہ ہے اور قیامت تک کہ اس قاعدہ سے کتابین

خلاصہ اسکا کیا ہوا یا تو یہ کہیئے کہ جب حضرت عمر رض کے وقت مین طلاق
ثلثہ جمیعًا غیر محتمل التاکید شائع ہوئی تب حضرت عمر رض نے لفظ یحتمل التاکید کو بھی
لفظ لا یحتمل التاکید پر قیاس فرمایا اولًا تو یہ قیاس مع الفارق محض قیاس منہ بلا
قرینہ ہے اُنکی شان اس سے بعید ہے دوسرے یہ کہ اگر یہ بات مان لی
جاے کہ آپنے یہ قیاس فرمایا تو مطلب ماوّل کا جب پورا ہوا کہ طلاق
ثلثہ جمیعًا حکم مین طلاق واحد کے نہو بلکہ حکم مین طلاق ثلثہ فی طہر متفرقہ
کے ہو حالانکہ طلاق جمیعًا کا تین ہونا یہ بھی متنازع فیہ ہے بلکہ حدیث سے
خلاف اسکا بتصریح ثابت ہے کہ طلاق ثلثہ جمیعًا بفم واحد حکم مین واحد
رجعی کے ہے تو اس ماوّل کے نزدیک برتقدیر تسلیم قیاس مبراہی مطلب
ثابت ہوا کہ طلاق ثلثہ متفرقہ فی مجلس واحد کا بھی حکم طلاق واحد رجعی
کا ہے یا یون تقریر کیجائے کہ زمانہ رسول اللہ صلعم مین انت طالق انت
طالق انت طالق لفظ محتمل التاکید جبکہ ایک مجلس مین کوئی قائل کہتا
تھا تو بعد تصدیق تاکید کے یہ طلاق ثلثہ حکم مین طلاق واحد کے ہوتی
تھی حضرت عمر رض کے وقت مین چونکہ تجدید اسی لفظ محتمل التاکید سے
شائع ہوئی آپنے حکم بلا تصدیق تکریر تین طلاق کا دیا۔ اسمین چند
طرحکی قباحت ہے اول تو یہ کہ درمیان اس حدیث اور اس معنے
کے یون بعید ہے کوئی لفظ اس حدیث کا دال نہین ہے کہ زمانہ
رسول اللہ صلعم مین طلاق ثلثہ متفرقہ فی مجلس واحد بعد تصدیق ارادۂ
تاکید حکم مین طلاق واحد کے تھی اور بعد تصدیق تکریر حکم مین مغلظ

اُن بزرگ نے یہ آیت پڑہی اٰمنین محلقین رؤسکم ومقصرین
لاتخافون مولوی صاحب نے التماس کیا کہ جناب آمین تو داڑھی اور
موچھہ وچیلہ کا ذکر نہین تب مدعی تصوف نے کہا کہ تم کیا سمجھو اگرچہ آمین
کوئی لفظ نہین ہے مگر مراد اس آیت سے یہی ہے یہ سینہ بسینہ آیا ہے
قولہ اور علاوہ اسکے یہ ہے کہ اِن حدیثون مین احتمال قید غیر مدخول بہا ہے
اسواسطے کہ سُنن ابو داؤد مین انھین راویون سے اسی مضمونکی حدیث
غیر مدخول بہا کی آئی ہے چنانچہ نووی نے بھی طرف اسکے اشارہ کیا ہے الخ
اقول یہ توجیہ دوسری ہے قطع نظر اسکے کہ یہ توجیہ فی نفسہ کیسی ہے اور
حدیث ابو داؤد کیسی آفرین ہے آپکے نظر غائر اور اس عبارت کی تحریر
پر کہ کیسے جوش وخروش سے آپنے حصر کا کلمہ فرمایا ہے کہ نووی نے
بھی طرف اسکے اشارہ کیا ہے متبادر مطلب آپکا تو یہی ہے کہ نووی نے
اسیکو پسند کیا ہے اسی سبب سے آپنے قول نووی سند عظیم سمجھا ہے
حالانکہ اشارہ کو کون سمجھتا ہے بیچارہ نووی نے تو تصریح کی ہے اسکے
توجیہ کے غلط ہونے کی اور یہ عبارت کہی ہے قال الجمہور ھذا
غلط الخ اور آپ بڑے محنتی ہین ماشاءاللہ ذرا دو سطر آگے
بڑہ کر بھی نووی کو نہین دیکھا کہ جسپر بنا اُس توجیہ کی ہے وہ حدیث
کیسی ہے کیا تصریح سے نووی نے لکھدیا ہے اما ھذہ الروایۃ
التی لابی داود فضعیفۃ رواھا ابو السختیانی عن قوم
مجھولین عن طاؤس عن ابن عباس فلا یحتج بھا پھر آپنے حق کو چھوڑکر ایسی حدیث

فتنہ کی شیخون ہین واے برحال اُس زمانہ مین کہ جسکی شان مین ہے
خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم اُس زمانہ کے لوگ اپنے دعوی مین
مصدق نہ کئے جاوین جھوٹے ٹھہرائے جاوین یہ عدل عمری سے بہت
بعید ہے ھل ھذا الا تعسف اسیواسطے شیخ الاسلام والمسلمین محمد
بن علی الشوکانی اپنی کتاب مین تحریر فرماتے ہین اُس ماؤل پر لا یخفی
ان من جاء بلفظ یحتمل التاکید وادعی انہ نواہ یصدق فی
دعواہ ولو فی اخر الدھر فکیف فی زمن خیر القرون ومن
یلیھم وان جاء بلفظ لا یحتمل لتاکید لم یصدق اذا ادعی لتاکید
من غیر فرق بین عصر وعصر پس ایسی تاویل پوچ اختیار
کرنی کہ لفظ حدیث سے بھی نہ نکلے طرح طرح کی قباحت بھی لازم آئے
مستبعد ہے صاحب فہم سے ایسی تاویل کے قبول پر ایک حکایت
یاد آئی ہے۔ کہ ایک جگہ ایک صاحب مدعی علم تصوف بیٹھے تھے
واسطے آزاد بننے کے کوئی شخص خدمت مین اُنکی حاضر ہوا۔ صاحب موصوف
نے حجام کو بُلا کر پہلے حکم صفائی ہی کا چار ابرو کی دیا جب حجام نے قصد
داڑھی کا کیا تو اتفاق وقت سے کوئی اہل علم بھی اُس جگہ بیٹھا تھا
اُسنے حجام کو کہا کہ ہان ہان داڑھی مونڈنی ومنڈوانی دونون گناہ
ہے تب صاحب مذکور بول اُٹھے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جو شخص
داڑھی اور موچھین دنیا مین منڈوا کر چیلہ بنے گا اُسپر خوف عذاب
نہین ہے مولوی صاحب نے فرمایا کہ صاحب وہ کونسی آیت ہے تب

کبھو عام ہوتی ہے کہ وہ اِس دعوی کی بھی مثبت ہے اور دوسرے
دعوی کے بھی جیسا اسکی مثال کتب احادیث مین بہت ہے نہ یہ کہ باب
مقید اور خاص کر دیتا ہے اپنے مابعد کو اپنے ساتھ کہ سوائے اِس دعوی
کے کوئی دوسرا دعوی نہین نکل سکتا ہے تو ابنسائی کی طرف گمان کرنا کہ اسنے
حدیث ساتھ باب کے خاص کیا ہے تا اُسپر یہ اعتراض وارد ہو کہ کچھ مناسبت
باب اور حدیث مین نہین اور کوئی لفظ بھی مخصص دعوی نہین گمان
فاسد ہے اُس بیچارہ نے تو اتنی ہی عبارت لکھی ہے۔

باب طلاق الثلثة المتفرقة قبل الدخول بالزوجة

اُسنے تو کوئی حکم بھی اپنی طرف سے بیان نہین کیا ہے بلکہ بعد اُسکے ایسی
حدیث عام بیان کی ہے کہ جس سے حکم طلاق ثلثہ مدخولہ و غیر مدخولہ دونون
کا نکلتا ہے کہ طلاق ثلثہ واحد رجعی ہے موافق دعوی مجیبب اول کے
تو اس حدیث سے حکم غیر مدخول بہا کا بھی صاحب فہم پر ظاہر ہو گیا نہ یہ
کہ نسائی نے یہ کہا ہے کہ حدیث مخصوص ہے ساتھ غیر مدخول بہا کے
اور اس سے حکم مدخول بہا کا نہین نکلتا ہے فافہم ولا تکن من الممترین
قولہ رواہ ابو داؤد اقول یہ حدیث ضعیف ہے قابل حجت نہین کیونکہ
راوی اس حدیث کا مجہول الذات و ہم مجہول الصفات ہے کیونکہ ایوب
روایت کرتا ہے من غیر واحد عن طاؤس نہین معلوم ہوتا ہے کہ غیر
واحد کون شخص ہے اور کسطرح کا ہے عدول سے ہے یا نہین بخلاف
حدیث ابن جریج کے کہ راوی اُسکا مجہول الحال نہین ہے کیونکہ اولاد موالی

ضعیف کیوں اپنی حجت گردانی ہے آپنے تو وہ نقل کی کہ ملٹیا غیغب
کرڑوا تھو تھو بنا را لحق مرع علماء صاحب انصاف کی شان سے بہت
بعید ہے کہ فتوی لاتقربوا الصلوٰۃ کا دیوین وا فتم سکری کو
چھوڑ دین بالفرض اگر یہ حدیث صحیح ہے تو ذرا غور کرنے کی بات ہے
کہ تعئید بقبل الدخول یہ منافی نہین ہے روایات صحیحہ کی جو اعم ہین غایت
ما فی الباب اس روایت مین بیان ہے ایک فرد خاص کا اور بیان کرنا
اختصاص اعم کا ساتھ اس فرد کے نہین ہوتا ہے یہ کس نے سکھایا ہے اگر
کوئی پوچھے کہ زمانۂ رسول اللہ صلعم مین ایک طلاق غیر مدخول بہا کو جو
دیتا تھا واقع ہوتی تھی جواب مین اُسکے یہ کہا جاوے کہ ہان جو شخص ایک
طلاق غیر مدخول بہا کو دیتا تھا واقع ہوتی تھی تو کیا اسکے یہ معنی ہونگے
کہ ایک طلاق مدخول بہا کو نہین واقع ہو گی کیا سمجھ ہے۔ ایسی ایسی
تحریر پر جناب مولانا محمد سعید صاحب کا المجیب مصیب لکھنا بہت
ناپسندیدہ معلوم ہوتا ہے مگر کیا کہون جف القلم بما ھو کائن
قولہ اور نسائی مین ترجمہ باب کا ساتھ ا ن قید کے ہے۔ اقول مولوی
صاحب یہ کیا معاملہ ہے کہ جس کسی نے جو کچھ کہدیا اُسکو کالوحی من السماء
سمجھتے ہین یہ بات آپکو نہین کہی جا سکتی ہے کہ آپنے نسائی اس مقام
کی دیکھی نہین مگر یہ کہہ سکتے ہین کہ آپنے غور نہین کیا ذرا اپنی سمجھ کو بھی
دخل دیجیے جہان باب باندھکر حدیث لکھتے ہین غرض اُس سے اتنی ہی
ہوتی ہے کہ باب بمنزلہ دعوی ہوتا ہے اور حدیث اسکی دلیل اور دلیل

دینے لگے یہ واحد کا مطلب کس لفظ حدیث سے نکالا ہے مین جانتا ہون
کہ تفسیر اوّل کو سہو کر کے ایک مقدمہ ذہن مین ٹھہرایا اُسی طرف ضمیر
ہُنّ کے راجع فرمایا۔ معہذا اب آپ یہ مطلب کسی لفظ سے نکالین مگر
اس امر کو آپنے تسلیم کر لیا کہ طلاق ثلثہ متفرقہ غیر مدخول بہا زمانہ حضرت
مین واحد رجعی تھی اور حضرت عمرؓ نے طلاق ثلثہ متفرقہ کا حکم تغیر نہین
فرمایا بلکہ طلاق جمیعًا کا یہ حکم دیا ہے کہ جسکی تعبیر آپنے اس لفظ سے
کی لوگ تین طلاق مدخول بہا کو ساتھ واحد کے دینے لگے تو آپنے
تین کا حکم دیدیا مین یقین کرتا ہون کہ جب حدیث ضعیف یعنے حدیث ابوداؤد ۱۲ کی برکت سے
مسئلۂ طلاق متفرقہ غیر مدخول بہا مین مرتبۂ تسلیم کو پہنچے تو احادیث
قویہ مرفوعہ متصلہ باحج وبینات جب آپکی نظر سے گذرینگی بیشک باس
کتاب و سنت صحیحہ باین عقیدہ موصوف ہوجاوینگے کہ طلاق ثلثہ
متفرقہ ہو یا جمیعًا فی مجلس واحد مدخول بہا اور غیر مدخول بہا کی حسب
کتاب و سنت واحد رجعی ہے قولہ اور حدیث سوم فہم واحد کی ابوداؤد
مین ہے لیکن خود ابوداؤد نے اسکو قول عکرمہ کا کہا ہے حدیث نہین ہے
اقول میانصاحب کیا آپ دیکھتے ہین اور کیا سمجھتے ہین اے
صاحب خود ابوداؤد نے نہین کہا ہے کہ یہ قول عکرمہ ہے اسکو کون
اختیار ہے کہنے نہ کہنے کا ابوداؤد بیچارہ تو یہ کہتا ہے کہ راوی نے گردانا
ہے اس لفظ کو قول عکرمہ کا صریح لفظ تو بولتے ہین وجعلہ
قول عکرمہ اصل یہ ہے کہ ابوداؤد کو یہ حدیث عکرمہ کی دو طریقون

رسول اللہ صلعم سے ہونا بس ہے اور اُن لوگون کی خیریت پر شہادت دینی رسول اللہ صلعم کے ساتھ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم کی کافی ہے اُسکی عدالت اور صداقت کو قولہ رواہ نسائی اقول اسکا حال ابھی معلوم ہو چکا کہ موافق ہے مجیب اوّل کے قولہ بموجب اس قید کے مطلب صاف ہے اقول مطلب آپکا تو مکدر ہوگیا کیونکہ روایت نسائی کا موافق ہونا مجیب اوّل کے تو ظاہر ہی ہے روایت ابوداؤد کی بھی مخالف نہین کیونکہ دعوی مجیب اوّل کا اعم ہے غیر مدخول بہا سے تو آپکے طور پر جزء دعوی مجیب اوّل ثابت ہو ہوتا ہے اس حدیث سے جو آپ نفی عام کی کرتے تھے ساتھ دعوی تخصیص کے تو کوئی لفظ مخصص بھی آپ کو نہ ملا اس حدیث مین کہ عام کو خاص کر دے قطع نظر اسکے یہ حدیث قابل ہی نہین ہے کہ کسی امر پر اس سے حجت پکڑی جا- کیونکہ ضعیف ہو جیسا کہ آپ کی سند کی کتاب یعنی نووی سے آپ پر ظاہر ہوگیا- اب آپ کو اس حدیث پر عمل کرنا مناسب نہین قولہ یعنی زمانۂ اوّل مین طلاق ثلثہ متفرقہ غیر مدخول بہا کے ایک شمار کیجاتی تھی اور زمانہ حضرت عمرؓ مین لوگ تین طلاق غیر مدخول بہا کو ساتھ لفظ واحد کے دینے لگے تو آپ نے تین کا حکم دے دیا- اقول آپنے کان الرجل الی آخر صدرًا من امارۃ عمر کی تفسیر کی کہ زمانۂ اوّل مین طلاق ثلثہ متفرقہ غیر مدخول بہا کی ایک شمار کیجاتی تھی اب تتابعوا فی ہن علیہم کی تفسیر یہ کی کہ طلاق غیر مدخول بہا کو ساتھ لفظ واحد کے

اسواسطے کہ حضرت عکرمہ ملازم صحبت تھے حضرت ابن عباس کے
تو دونون حدیثون سے میرا مطلب ظاہر ہے کہ فتویٰ حضرت ابن عباس کا
اور حضرت عکرمہ کا بھی یہی ہوا اور یہ حدیث بھی دلائل سے مجیب اوّل
کے ہے تواب اُن لوگونکی شان مین یہ کہنا کہ احادیث ضعیفہ متروک
العمل کو لکھکر مذہب قرار دیا ہے موجب ندامت ہے ہمکو بہت افسوس ہے
جناب مولانا محمد سعید صاحب دام ظلہ کی المجیب مصیب لکھنے پر کہ جتنی
اس رسالہ مین غلطیان ہین سب اُنکی طرف منسوب ہونگی مگر مین اُنکی
طرف سے معذرت کرتا ہون قابل قبول ہے کہ حضرت مولانا نے بسبب
اعتماد کے کہ یہ مولوی ہین ایسی ایسی غلطی کیا کرینگے رسالہ کو ملاحظہ
نفرماکر المجیب مصیب لکھدیا ہو یا چونکہ مشاغل ورد و وظائف و
عبادت جناب باری مین اپنی اوقات صرف فرماتے ہین علوم و فنون
احادیث ہی کیطرف توجہ نہین ہو جائے کہ ہر ہر امر اس محرر کا خیال رکھین
یہی واسطے اکثر فتوون پر مُہر نہین فرماتے۔ مولوی صاحب نے اصرار کیا
ہو گا خاطر سے مُہر کردی ہے اور لوگون کو مین کیا لکھون اُنکا حال تو
ظاہر ہی ہو جائے گا۔ کہ خود غلط املا غلط انشا غلط قولہ چہارم یہ کہ حدیث
رکانہ جو کہ تین طلاق کی ہے اُسکو ابو داؤد نے غیر اصح قرار دیا ہے اقول
آپکو غلطی کرنے کی عادت بیشمار ہے خدشہ کرنے مین جو غلطی فرمائی ہے
وہ تو ظاہر ہے شمار خدشہ مین بھی غلطی کی اظہار اسکا چونکہ خلاف قبول
ہے مطلب ہی پر اکتفا کرتا ہون۔ مولوی صاحب کتاب بھی ذرا دیکھیے

سے پہونچی ایک موقوف دوسری مقطوع پھر آپ کہتے ہین کہ قول عکرمہ کا کہا ہے حدیث نہین ہے معلوم ہوا کہ آپنے یہ سمجھا کہ جب قول عکرمہ ٹھہرا تو حدیث نہین ہوئی ابوداؤد نے حدیث ہونے سے اُسکے انکار کیا ہے بہت افسوس کرنے کی بات ہے کہ آپ لوگون کو ذرا بھی فن حدیث سے شغل نہین الفاظ متداولہ اہل حدیث سے بھی وقوف نہین سمجھئے کہ حدیث موقوف اسکو کہتے ہین کہ قول یا فعل نسبت کیا جائے طرف صحابی کے اسکی مثال حماد کی روایت ہے قال ابوداود روی حماد بن زید عن ایوب عن عکرمة عن ابن عباس اذا قال انت طالق ثلثا بفم واحد فهی واحدة اور حدیث مقطوع وہ ہے کہ جسمین قول وفعل منسوب ہو طرف تابعی کے مثال اُسکی روایت اسمٰعیل بن ابراہیم کی ہے قال ابوداود ورواه اسمعیل بن ابراهیم عن ایوب عن عکرمة یعنی موقوف علی الصحابی کو موقوف کہتے ہین اور موقوف علی التابعی کو مقطوع بولتے ہین تو مطلب ابوداؤد کا یہ ہے کہ یہ حدیث عکرمہ کی بروایت مقطوع آئی ہے نہ یہ کہ یہ حدیث نہین ہے ہان اگر کسی معنی کرکے یہ حدیث نہین ہوتی تو ممکن تھا سلب حدیثیت کا اس سے ذرا چھاپے کتاب مشکوٰۃ مین تالیف الشیخ کو بھی دیکھ لیتے تو یہ غلطی نہین ہوتی اور اس حدیث کے مقطوع ہونے سے صحت حدیث حماد مین کوئی خرابی لازم نہین آئی کیونکہ یہ حدیث صحیح ہے علی شرط البخاری اور قرینہ بھی ہے کہ یہ حدیث دونون طریقون سے آئی ہے

مرفوع متصل بھی شاہد نہین بخلاف حدیث ابن جریج کے کہ اِس نے
تائید پائی ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے وہ یہ کہ ابو داؤد کی روایت مین ابن
جریج سے یہ لفظ ہے قال اخبرنی بعض بنی رافع موالی النبی صلعم
عن عکرمۃ عن ابن عباس الخ تو ابو داؤد نے یا نووی یا جن لوگون نے کہ
انہین کھوٹ نکالا ہے یا تعلیقاً بیان کیا ہے وہ یہی ہے کہ ابن جریج روایت
کرتے ہین بعض اولاد ابی رافع سے اور وہ بعض مجہول الذات ہے نہ مجہول الحال
جیساکہ نووی تصریح کرتا ہے روایۃ ضعیفۃ عن قوم مجہولین نہ یہ کہ اُس حدیث
مین اور کسی نہج کا نقصان ہو اب یہین اسکا جواب سُن لیجے کہ یہان پر
مجہول الذات ہونا اس راوی کا ضعف حدیث پیدا نہین کرتا کیونکہ
شرط قبول خبر کی بہتر و صادق ہونا راوی کا ہے اور یہ شخص مجہول الذات
آنحضرت کی مولا کی اولاد مین سے ہے اور جھوٹ اُن لوگون مین پھیلا
نتھا پس اولاد موالی رسول اللہ صلعم سے ہونا یہی بزرگی روایت کیلئے
کافی ہے اور اُن لوگونکے بہتر ہونے پر شہادت رسول اللہ صلعم کے
ساتھ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم کی واقع ہے اور یہ قصہ
بھی مشہور و محفوظ ہے علاوہ اِسکے داؤد بن الحصین نے اُس راوی کی متابعت
اس قصہ مین کی ہے اِس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ قصہ راوی کو یاد تھا
اور ابن اسحٰق عہ مین بھی عیب تدلیس کا نہین ہے کیونکہ اس روایت مین
حدثنی فرمایا ہے اور ائمہ بھی ابن اسحاق کو قابل السند سمجھتے ہین

عہ حال ابن اسحاق کا آخر رسالہ مین مذکور ہے ۱۲

اور اگر خوفِ محنت ہو تو کسی محدث ہی سے پوچھ لیجئے کہ حدیث رکانہ
کی ابو داؤد ہی مین ہے یا اور کسی حدیث کی کتاب مین بھی ہے اور ابن
جریج ہی کی روایت سے ہے یا اور کسی روایت سے بھی ہے اب آپ
ہم سے سُنیئے کہ یہ حدیث مُسندِ امام احمد مین داؤد ابن حصین سے مروی
ہے اور اس حدیث مین کوئی راوی مجہول نہین فی مسند الامام
احمد حدثنا سعد بن ابراهیم حدثنا ابی عن محمد بن اسحق قال
حدثنی داؤد بن الحصین عن عکرمة مولی ابن عباس قال طلق
رکانة بن عبد یزید اخو المطلب امراته ثلثا فی مجلس واحد
فحزن علیها حزنا شدیدا فساله رسول الله صلعم کیف طلقتها
ثلثا قال فی مجلس واحد قال نعم قال فانما تلك واحدة فارجعها
ان شئت قال فراجعها قال وکان ابن عباس یری ان الطلاق عند کل طهر
ورواه الحافظ ابو عبد الله محمد بن الواحد المقدسی فی مختارته
اور مجیب نے یہ تحریر کی ہے کہ دوسری روایت ابن عباس سے یون ہے
نہ یہ لکھا ہے کہ دوسری روایت ابو داؤد کی یون ہے اور بالفرض والتقدیر
اگر یہ روایت ابو داؤد ہی کی ٹھہرائی جاوے تو بھی سمجھنا فقط ابو داؤد
کا حدیث ابن جریج کو حدیث مرجوح مخل مدعا مجیب نہین ہو سکتا۔
کیونکہ اُنکی سمجھ کی غلطی بڑون بڑون سے معلوم ہوئی ہے۔ اب سُنیئے
انکشاف اِس امر کا کہ کیا منشا پڑا ابو داؤد کو مرجوح کہنے کا اور حدیث
البتہ کو راجح حالانکہ حدیث البتہ بالکل غیر صحیح ہے کوئی حدیث اسپر صحیح

حدیث ابن اسحاق کی حدیث اور ابن جریج کی حدیث ملاؤ تو یہ معلوم ہوگا
کہ یہ مجموعہ حدیث البتہ سے بلاشک قوی تر ہے اور جس شخص کو ذرا بھی طرف
حدیث کے توجہ ہے ممکن نہین کہ اس امر مین شک کرے پس ایسی حدیث
جسکو ماموں نے ضعیف کہا ہو اور اُسکے راوی مجہول الحال ہون اِن
احادیث پر کیونکر مقدم ہو سکتی ہے۔ اب کہیے عامل احادیث ضعیفہ کے
آپ ہی ٹھہرے نہ وہ لوگ کہ اپنے کو عامل بالحدیث کہتے ہین قولہ اور نووی
نے اِسکو روایت ضعیفہ عن قوم مجہولین سے کہا ہے اقول اسکا جواب
گزر چکا کہ جس سبب سے ضعف راوی کا نکالا تھا جاتا رہا قولہ اور قسطلانی نے
مع ضعف راویان کے اِس مذہب و حدیث کو شاذ و منکر کہا ہے اقول
محض غلط و افترا ہے قسطلانی اسکا قائل نہین کہ حدیث شاذ ہے یا مذہب
شاذ و منکر ہے قسطلانی نے تو مجیب کا قول بیان کیا ہے اور پھر اس
جواب پر بھی راضی نہین کیونکہ بعد اس جواب کے ایک ایسا معارضہ
اِس جواب پر پیش کیا ہے کہ اُسکا جواب نہ ہو سکا اور مجیب نے بھی حدیث
کو شاذ و منکر نہین کہا ہے مذہب کو شاذ و منکر کہا ہے۔ اب اُسکی
تفصیل مین بیان کرتا ہون سنو پہلے قسطلانی نے یہ بات فرمائی ہے
کہ محمد بن اسحاق صاحب المغازی و حجاج بن ارطاۃ اِن لوگون نے طلاق
ثلثہ کے واحد رجعی ہونے پر تمسک پکڑا ہے حدیث داؤد بن حصین کو
و تصحیح کی ہے اِس حدیث کی بعض نے بعد اُسکے فرمایا ہے واجیب
بعضون نے یہ جواب دیا ہے کہ ابن اسحاق و داؤد مختلف فیہ ہین

کیونکہ اسی سند سے اکثر حدیثوں کو حجت پکڑی ہے تب یہ دونون روایتین موافق ہوگئین۔ روایت طاؤس اور ابی صہبا کی جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے اور طاؤس اور عکرمہ حضرت ابن عباس کی اور شاگردون کی نسبت کر اس حدیث کا حال زیادہ جانتے تھے اسلئے کہ عکرمہ تو آپکے غلام تھے اور طاوس آپکے شاگرد تھے اور دونون فتوے دیا کرتے تھے کہ تین طلاقین ایک ہی ہین۔ اور اسی طرح جب ابن اسحاق کے نزدیک یہ حدیث ثابت ہوگئی تو اُسی کے بموجب حکم دینے لگے۔ اب حدیث البتہ کا حال سُنو کہ یہ حدیث بالکل ضعیف ہے قابل حجت نہین جیسا کہ ابن جوزی نے کتاب العلل مین فرمایا ہے اما حدیث رکانۃ لیس بشیئ اور خلال نے فرمایا ہے فی العلل عن الاثرم قلت لابی عبد اللہ حدیث رکانۃ فی البتۃ فضعفہ اور بڑے بڑے امام جو حدیثون کی علتین جانتے ہین مثل امام احمدؒ اور بخاری اور ابو عبید سبھون نے حدیث البتہ کو ضعیف کہا ہے اسی طرح ابو محمد بن حزم نے ضعیف کہا اور کہا ہے ان لوگون نے کہ اس حدیث کے راوی مجہول الحال ہین کہ اُنکا عادل ہونا اور حدیث کو یاد رکھنا معروف نہین اور امام احمدؒ نے فرمایا ہے کہ حدیث رکانہ انہ طلق امراتہ البتۃ لا یثبت لیس بشیئ یہان سے یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ حدیث داؤد ابن حصین کی حدیث ابن جریج اور حدیث البتہ دونون سے صحیح تر ہے اور حدیث ابن جریج کی اُسکی شاہد اور حدیث البتہ بالکل ضعیف ہے پس جب ابو صہبا کی

ضعیف ہے قابل حجت ہی نہین کہ کسی بات پر اس سے سند لاوین ہان
داؤد بن حصین کی حدیث صحیح ہے اور موید ہے ساتھ احادیث صحیحہ کے
تو اُسکا خلاف البتہ مذہب شاذ و منکر کہلاویگا اِن سب باتونکو غور
فرمائیے۔ اب سنیئے جو قسطلانی نے اِس مجیب پر معارضہ نقل فرمایا ہے
کہ یہ کیا تمنے ہفوات بیان کیا ہے کہ یہ مذہب شاذ و منکر ہے۔ ایصاحب
بڑے بڑے صحابہ اور تابعین فرماتے ہین کہ طلاق ثلثہ فی عدۃ طلاق واحد
رجعی ہے۔ دیکھو ابن مغیث نے اپنی کتاب الوثائق مین نقل کی ہے کہ
یہ قول حضرت علی مرتضے کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے حضرت ابن مسعود نے
فرمایا ہے حضرت عبداللہ بن عوف نے فرمایا ہے حضرت زبیر نے
فرمایا ہے اور دیکھو ابن منذر ناقل ہے کہ عطا نے فرمایا ہے۔ طاؤس نے
فرمایا ہے اور حدیث صحیح کہ جسکا جواب باصواب سوائے تسلیم کے کسی
محدث نے نہین دیا وہ اُنکی حجت ہے فی مسلم من طریق عبد
الرزاق الخ اور دیکھو حضرت شیخ خلیل ائمہ مالکیہ سے اپنی کتاب
توضیح مین نقل کرتے ہین کہ حکایت فرمائی تلمسانی نے مجھسے کہ طلاق ثلثہ
فی کلمۃ واحدۃ رجعی ہے یہ مسئلہ کتاب مسمی نوادر مین کہ جو بڑی مستند مذہب
حنفیہ کی ہے موجود ہے تو دیکھو میانصاحب کہ قسطلانی نے تو مجیب کی
دھجیّان اُڑادی ہین نہ یہ کہ خود قائل ہو مذہب کے شاذ و منکر ہونیکا معاذ اللہ
قولہ اور زرقانی نے شرح موطا امام مالک مین کہا ہے والجمهور علی
وقوع الثلث بل حکی ابن عبد البر الاجماع قائلا ان خلافه شاذ الخ

دوسرے یہ کہ یہ حدیث مخالف فتویٰ ابن عباس ہے تیسرے یہ کہ جب
حدیث رکانہ البتہ صحیح ہوئی پس حدیث کا خلاف مذہب شاذ ومنکر ہوگا۔
قابل عمل نہیں یہ حدیث ابی داؤد شاذ ہے پہلے مجھ سے ہر قول مجیب
کا جواب سُن لیجے اور قسطلانی نے جو معارضہ پیش کیا ہے اُسکو بھی بیان
کئے دیتا ہون مجیب کے مختلف فیہ کہدینے سے کچھ ضعف ابن اسحٰق
وشیخ مین نہین آیا بڑے بڑے ائمہ کے نزدیک یہ سند بعینہ مقبول ہے
جیسا کہ مین بیان کر چکا اور پھر اعادہ کرتا ہون کہ جب ائمہ حدیث جیسے
امام بخاری وغیرہ نے اِس شخص کو ایسا قابل الحجۃ سمجھا کہ باوجود مخالفت
اور حدیثون کے مقدار پانچ وسق یا اُس سے کمتر کرنے کی حدیث مین اسی
سند بعینہ کی حجت پکڑی ہے اور اسیکو اختیار فرمایا ہے اور ابن
قیم نے تصریح کی ہے قد احتج الائمۃ ھذا السند بعینہ فی حدیث مقدار
العرایا الخ تب اِس حدیث مین اِس راوی کو قبول نکرنا اور حدیث
کو بسبب تعصّب مذہبی کے ترک کرنا مصداق نؤمن ببعض ونکفر
ببعض کا بنا ہے اور یہ قول مجیب کا کہ معارض فتویٰ ابن عباس ہے
غلط فہمی ہے مجیب کی یہ روایت ہے رسُول اللہ صلعم سے کہ طلاق ثلٰثہ
واحد رجعی ہے اور وہ فتویٰ ابن عباس کا باتباع حضرت عمر تعزیرًا ہے
جیسا کہ اسکی تفصیل گزری پس ان دونون مین تعارض نرہا تیسرا
قول مجیب کا کہ الاصح مارواہ ابوداؤد پس اسکا خلاف مذہب شاذ
ومنکر ہے قبل اسکے ظاہر ہوگیا ہے میرے بیان سے کہ حدیث البتہ محقق

نہ ہر جائے مرکب توان تاختن	کہ جاہا سپر باید انداختن

ہم اور آپ مامور ہین اللہ اور رسُول کے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
اسیکو کہیئے قبول قولہ اور موئد جو حدیث محمود بن لبید کو واسطے تائید
مجیب کے لائے ہین وہ حدیث موافق مدعا ہمارے ہے اور حجت اوپر انکے
ہے اقول یہ نہین کہتا کہ آپ اسکے قائل ہین آپ کہین یا اگلے چھوٹے
کہین یا بڑے اس مقام مین جن لوگون نے حقیقت اُلٹ دی ہے کہ
جو دلیل بڑی سے بڑی حرمت کی ہے اُسکو جواز مین پیش کرتے ہین دل
چاہتا ہے کہ ہنسدون اور کچھ ظرافت سے بھی شمع خراشی کرون مگر شاید
ملال خاطر ناظرین ہو تو مطلب ہی پر اکتفا کرتا ہون۔ مولویصاحب ذرا
آپ بھی چشم انصاف سے معائنہ کرین کہ لفظ یلعب کا جب کتاب یا ذکر
کے ساتھ مذکور ہوگا تو معنی اُسکے یہی ہوتے ہین غفلت عن الکتاب اعراض
عن الکتاب یعنے عمل نکرنا ساتھ کتاب کے جیسا اللہ تعالے نے فرمایا ہے
ما یاتیھم من ذکر من ربھم محدث الا استمعوہ وھم یلعبون
یعنے جب رسُول اُنسے کوئی نئی بات بیان کرتے تو وہ کھیل سمجھتے یعنی عمل
نہین کرتے پس اس حدیث مین جب خبر دی گئی رسُول اللہ صلعم کو کہ ایک
شخص نے تین طلاقین اکٹھی ایک عدت مین دی ہین تو یہان رسُول اللہ
صلعم نے جو فرمایا ایلعب بکتاب اللہ تو یہی معنی ہونگے کہ ٹھٹھا کرتا
ہے ساتھ کتاب کے یعنے عمل بالکتاب نہین کیا تو اب ایقاع طلاق ثلثہ جمیعًا
موافق کتاب نہوا کیونکہ اگر کتاب مین ہوتا تو عمل بالکتاب ہی پایا جاتا

اقول مولویصاحب مین یہان یہ نہین کہتا کہ آپنے حوالہ مین غلطی کی ہے
یا زرقانی اِس نقل مین غلطی ہے بلکہ یہ کہتا ہون کہ جن لوگون نے دعوی
وقوع ثلثہ کا بعد طلاق ثلثہ فی عدۃ واحدۃ کے کیا ہے غلط ہے ہان جاری
کرنا ثلثہ کا صاحب سیاست کو جائز ہے اسکی تفصیل اوپر گزر چکی اب
سنیئے حال عبدالبر کا کہ دعویٰ اجماع متاخر کا بالکل غلط ہے تحریر اول سے
بھی معلوم ہوا اور اب بھی دیکھئے کہ داؤد ظاہری اور اصحاب کو انکے
کہ سب کا مسلک یہی ہے کہ ان الثلث واحدۃ اور کتاب المعلم مین
طحاوی سے جو بڑا شخص حنفیون مین گزرا ہے بیان اختلاف موجود ہے
کتاب تہذیب الآثار مین بیان خلاف کیا ہے ابوبکر رازی کتاب احکام
القرآن مین بیان خلاف فرماتے ہین ابن منذر نے بیان کیا ہے ابن حزم
نے حکایت کی ہے محمد بن نصر المروزی والمازری نے کتاب المعلم مین اختلاف
کو تحریر کیا ہے اور بڑی بڑی کتابون کے دیکھنے سے اختلاف معلوم ہوتا
ہے کہان تک فہرست کتاب لکھون اسیواسطے علما تحریر فرماتے ہین۔
اما دعوی الاجماع المتاخر فمردودۃ لم یزل الاختلاف
ہان اگر مین دعوی کرون اجماع قدیم کا تو ہوسکتا ہے کہ زمانۂ ابوبکر صدیق
رضی اللہ عنہ مین اجماع ہوگیا اس بات کا کہ طلاق ثلثہ فی عدۃ طلاق واحد
رجعی ہے بھلا عبدالبر یا اتباع اُنکے زمانۂ صدیق مین کسی صحابہ کا تو خلاف
بیان کردین جیسا مینے عبدالبر کے اجماع کو توڑ ڈالا اب آپ اُنکی طرف
سے نہ بھڑکیے ذرا سوچیئے کہ مین کیا لکھتا ہون بیت

کہ حدیث قابل استدلال نہین لغو ہے اور یہ کہنا کہ خلاف اہل سلک محدثین
ہے کذب ہے، قولہ اس ہر دو صورت مین تین طلاق مغلظہ واقع ہو گی ۲ لخ
اقول یہ فرمانا آپکا بسبب قصور نظر فی الحدیث وعدم تفکر فی القرآن ہے
ہم نے تو ثابت کر دیا۔ حدیث سے کہ دونون صورتون مین طلاق واحد
بھی ہے نہ مغلظہ اور قرآن آگے سنیئے گا قولہ اور احتجاج انکا ساتھ حدیث
رکانہ کے ہے جسکا رد اوپر بخوبی ہو چکا ہے ۱ لخ اقول اسکا لغو اور غلط
ہونا بخوبی بیان کر چکا حاجت اعادہ نہین قولہ اس بعض کے قول کو
نووی اور زرقانی شرح موطا نے بخوبی رد کیا ہے ۱ لخ اقول رد نووی اور
زرقانی کی ہو چکی۔ ناظرین پر مخفی نہ ہے کہ میرے دعوی اور دلیل پر کوئی
خدشہ باقی نہ رہا قولہ اور نقل صحیح بخاری سے مع شرح اسطرح ہے باب من
جاز الطلاق الثلث ای دفعۃ واحدۃ او متفرقا لقول اللہ تعالے
الطلاق مرتان فامساك بمعروف او تسريح باحسان وهذا يتناول ايقاع الثلث
دفعۃ واحدۃ وقد دلت الاية على ذلك من غير نكير خلافا لمن لم يجز ذلك
وقال اهل العلم اذا طلق ثلثا فقد حرمت عليه اى حتے
تنكح زوجا غيره فسموه حراما بالطلاق والفراق
اقول حضرت سلامت بخاری نے دو حدیثین بیان کین ایک عویمر
عجلانی کی لعان کی اس حدیث سے یہی بات نکلی کہ عویمر عجلانی نے بعد
لعان تین طلاقین فی مجلس واحدی ہین نہ یہ کہ موجب حرمت ہی کیونکہ
سب کا اتفاق ہے کہ بعد ثبوت لعان عند الحاکم وہ عورت حرام ہو جاتی

ٹھٹھا نہ کہا جاتا جیسا کہ اگر طلاق ثلثہ کوئی تین عدت مین دے تو یہ نہیں
کہا جا سکتا ہے کہ وہ شخص قرآن سے ٹھٹھا کرتا ہے تو اب معلوم ہوا کہ
حتی تنکح زوجا غیرہ کا یہ نتیجہ اُس طلاق کا نہین کہ جو قرآن مین نہین
بلکہ یہ نتیجہ اُسیکا ہے کہ جو قرآن مین ہے وہ تین طلاق تین عدت مین دینا
اسیواسطے رسول اللہ صلعم نے باوجود غصہ کے یہ نہین فرمایا کہ بی بی تجھ
حرام ہوگئی بلکہ ڈانٹ دیا کہ قرآن کے خلاف طلاق ندو اور اگر حرام ہوتی
تو ضرور آپ بیان کردیتے حالانکہ خبر دی گئی تھی رسول اللہ اس جہت
سے کہ اس طلاق کے کہنے سے بی بی حرام ہوئی یا نہین جیسا کہ سیاق
حدیث دلالت کرتا ہے تو صاف ظاہر ہوگیا اس حدیث سے کہ طلاق
ثلثہ سے حرمت نہین ہوتی حلت ہی رہتی ہے تب مخالفین کا یہ کہنا کہ
میرے موافق ہے بجز عدم تفکر فی القران والاحادیث کے کیا کہون
قولہ پس اس بیان سے صاف ظاہر اور ثابت ہوا کہ فتوی نہا کی کوئی
حدیث قابل استدلال نہین ہے اور یہ حکم خلاف مسلک علمائے محدثین
علیہم الرضوان کے ہے اقول بیان ماسبق سے صاف ظاہر ہوا کہ مجیب
اول کی چار روایت حجت ہے کسی روایت کے ضعف کو مجیب ثانی نے
نہین بیان کیا اور جس روایت کا ضعف بسبب عدم فہم کے بیان بھی کیا
تو اُس کا جواب پایا اور مقابل مین اُن حدیثون کے جو حدیث رکانہ بتہ
بیان کیا وہ نحض ضعیف ٹھہری اور یہ مسلک ہونا صحابہ اور تابعین اور
محدثین متقدمین اور متاخرین کا مین بیان کرچکا تو اب مجیب ثانی کا یہ لکھنا

واحدۃ موجب حرمت مغلظہ ہے تب نقل کرنی صحیح بخاری سے مقابل
مین دعوے عجیب کے سوائے تسوید کاغذ یا عوام کو دکھانا کہ اس رسالہ
مین بخاری کا بھی نام ہے مفید مطلب نہین کیونکہ ہماری آپکی فیمانحن فیہ
یہ ہی کہ طلاق ثلٰثہ فی عدۃ واحدۃ موجب حرمت مغلظہ ہے یا نہین باب
من اجاز ہی پکارے دیتا ہے کہ لوگو یہ میری غرض نہین۔ مولویصاحب
بخاری کا مطلب سمجھیئے کہ بخاری کی اگر یہ غرض ہوتی تو یون باب باندھتا کہ
باب ثبوت الحرمۃ المغلظۃ عن طلاق ثلٰثہ یہان بخاری دوسرا
ہی جھگڑا بیان کر رہا ہے اصل یہ ہے کہ درمیان شافعیؒ اور امام ابوحنیفہؒ
کے خلاف ہی کہ طلاق ثلٰثہ فی مجلس دنیا جائز ہے یا حرام شافعیؒ فرماتے ہین کہ
حضرت صلعم نے عویمر کو تین طلاق دینے پر ثابت رکھا اس سے معلوم ہوتا
ہے کہ تین طلاق حرام نہین جائز ہے اور ہمارے مجتہد امام ابوحنیفہؒ فرماتے
ہین کہ حرام ہے پس یہان بخاریؒ نے موافقت کی ہے شافعیؒ کی اور
تردید کی ہے ہمارے امام کی اور فرمایا تعمیم کے ساتھ باب من اجاز الخ
اور بعد اسکے دو حدیثین دلیل مین لایا کین کہ جس سے جواز طلاق ثلٰثہ فی مجلس و
فی متعددۃ معلوم ہوتا ہے اب صاف صاف باب اور حدیث مین بھی موافقت
ہوگئی اب آپ قول اللہ تعالےٰ سے یہ نہ سمجھیئے گا قسطلانی کی سمجھانے سے
کہ قرآن سے بھی جواز طلاق ثلٰثہ فی عدۃ واحدۃ نکلتا ہے قرآن مین تو طلاق
ثلٰثہ فی عدۃ واحدۃ موجود ہی نہین اور غرض بخاری کی لقول اللہ سے یہ
نہین کہ طلاق ثلٰثہ فی عدۃ واحدۃ ثابت ہو وہ قرآن بسبب جزء اخیر کی

ہے ہمیشہ کو بعد حلالہ کے بھی اُسکے لعان کرنے والے کو نکاح جائز نہین
تب بعد اللعان طلاق کو حرمت مین دخل نہوا یہ طلاق ویسی ہی ہے جیسی
اجنبیہ کو دینی خلاصہ یہ ہے کہ لعان ہی منشاء حرمت موبدہ ہے جیسا کہ
اپنے محل مین ثابت ہے نہ طلاق اور متنازع فیہ یہ ہے کہ طلاق ثلثہ فی
عدۃ موجب حرمت ہے یا نہین سو یہ بات نکلی اور دوسری حدیث
عسیلہ رفاعہ کی اِس حدیث سے یہ بات نہ نکلی کہ طلاق ثلثہ بلفظ واحد
دی ہے بلکہ رفاعہ نے اپنی بی بی کو طلاقِ ثلثہ موافقِ حکم قرآن کے دی ہے
یعنے پہلے مرۃً بعد مرۃٍ طلاق دی ہے تب تیسری طلاق دی ہے اگرچہ
باب من اجازمین بتہ طلاق کا لفظ ہے مگر خود روایت بخاری نے کتاب
الادب مین اسکو تفسیر کر دی ہے فقال یا رسول اللہ ان رفاعۃ
طلقنی اخر ثلثۃ تطلیقات اور بعض اُن روایتون مین جو اسکے مشابہ
ہے اسمین آخر ثلثہ تطلیقات کی معنی خوب ظاہر کر دیا ہے یون بیان کیا ہے
اخر ثلثۃ تطلیقات بقیت لھا اب خلاصہ حدیث اوّل یہ ہوا کہ طلاق ثلثہ
فی مجلس واحد جائز ہے موجب حرمت نہین کیونکہ لعان ہی موجب حرمت
ہوا اور خلاصہ حدیث ثانی کا یہ ہوا کہ طلاق ثلثہ فی عدۃ متفرقۃ جائز ہے اور
موجب حرمت ہے کیونکہ حضرت نے منع فرمایا ہے کہ رفاعہ ابھی تک
تجھ پر جائز نہین ہے جبتک مزا نہ چکھے تو عبدالرحمن کا اور تعلیقات بخاری سے
اِس حکم کا نہین نکلنا تو ظاہر ہی ہے حاجت بیان نہین اب صاحب فہم
پر مخفی نہین کہ کسی حدیث سے یہ بات ثابت نہین ہے کہ طلاق ثلثہ فی عدۃ

کے نزدیک کہ جو بڑ رحم کرنے والا ہے اپنے بندونپر طلاق البغض تھی یعنے
بری شی تھی کیونکہ اسمین زوجہ کے بندونکی شکستگی ہے اور ابلیس دشمن
خدا کو خوشی کہ خاوند اور بی بی مین سے ہر ایک کو بدکاری مین مبتلا کرتا ہے
بسبب تنہائی کے اور باوجود اِسکے خاوند اور بی بی کو اسکی احتیاج بھی
ہوا کرتی ہے اور اِسمین اِن دونون کی مصلحت ہوتی ہے اسیواسطے اِس
بغض کو بقدر ضرورت جائز رکھا اور کہا اپنے بندون سے کہ ان عزموا
الطلاق فان اللہ سمیع علیم اگر قصد طلاق کا میرے بندے کرین تو
اللہ تعالےٰ سُننے والا ہے اور جاننے والا ہے اچھا لاجناح علیکم
ان طلقتم النساء نہین گناہ تمپر اگر دو طلاق اپنی عورتونکو اور عورتونکو سُنا دیا کہ جب تم
مطلقہ ہو تو بلا تین قرء گذرنے کے نکاح کسی سے نکرنا المطلقات یتربصن
بانفسھن ثلثة قروء اِس مصلحت سے کہ شاید میرے بندے کا
دل پھر جاوے مراجعت کا یہان تک کہ جب خواہش بندونکی مراجعت
ہوئی تب حکم فرما دیا کہ بعولتھن احق بردھن اِس حکم سے بندون ن[illegible]
شوخ ہو کر ظلم پر کمر باندھی کہ جس عورت کو زیر و زبر کرنا منظور ہوتا ہے
طلاق دیتے جب تین مہینہ عدت کا قریب گذرنے کے ہوتا رجعت کرلیتے
پھر اسی طور بیسون طلاقین بلا حد معین دیتے جاتے یہانتک کہ برسون
عدت ہی مین عمر اُس مطلقہ کی گنواتے۔ ایک عورت پریشان بال
مضطرب الحال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت مین حاضر ہوکر
فریادرس ہوئی کہ ہمیشہ اُس شخص کا شوہر طلاقین دیتا اور رجعت

بمناسبت تعمیم باب کی لایا ہے باب من اجاز الخ اور کہنا قسطلانی
کا بعد تمامی قول اللہ تعالیٰ یعنے تسریح باحسان و ہذا یتناول ایقاع الثلث
دفعۃ واحدۃ شبہہ مین نہ ڈالے کیونکہ تناول ایقاع ثلث فہم ہے لوگون کا
اور فہم مقابل تصریح قرآن معتبر نہین خود حضرت قسطلانی رح نے تحریر فرمائی
ہے کہ جمع کرنا دو طلاق کا ایک عدۃ مین خلاف قرآن ہے تین کو کون
کہتا ہے اما البدعی فطلاق فی عدۃ طلاق رجعی بعدد بالاقراء
وذلک لمخالفتھم لقول اللہ تعالی فطلقوھن لعدتھن الخ
تو یہ آیت مخصوص ہوگئی اب تعمیم سمجھنا غلط ہے کیونکہ فرمان عالیشان درباب
طلاق یہ ہے الطلاق مرتان فامساک بمعروف او تسریح باحسان
ولا یحل لکم ان تاخذوا مما اتیتموھن شیئا الا ان یخافا الا یقیما
حدود اللہ فان خفتم الا یقیما حدود اللہ فلا جناح علیھما فیما
افتدت بہ تلک حدود اللہ فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللہ
فاولئک ھم الظلمون فان طلقھا فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح
زوجا غیرہ فان طلقھا فلا جناح علیھما ان یتراجعا ان ظنا ان
یقیما حدود اللہ وتلک حدود اللہ یبینھا لقوم یعلمون
اب یہان سے تفسیر ان آیتونکی جو میرے دلمین اللہ تعالیٰ نے الہام
فرمایا ہے وہ مین بیان کرتا ہون فانظروا الی ما اقول ولا تنظروا الی
من یقول اور ایسی وضع سے تحقیق کسی تفسیر مین نہین پاؤگے فاغتنم
ھذا البیان واستمع باذنی الجنان اصل یہ ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ

تفسیر آیات

وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمر وعمران بن حصین وابی
موسی الاشعری وابی الدرداء وحذیفہ تھا اسیواسطے امام
فخرالدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے اسی مذہب کو ترجیح دی ہے اور
قیس فرمایا ہے اور کہا ہے کہ یہی مذہب ہے کثیر علمائے دین کا جیسا
کہ بعد اس عبارت کے فثبت ان ھذہ الآیۃ دالۃ علی الامر
بالتفریق الخ فرماتے ہین وھو اختیار کثیر من علماء الدین انہ
لو طلقھا اثنین او ثلثا لا یقع الا الواحدۃ وھذا القول ھو الا
قیس لان النھی یدل علی اشتمال المنھی عنہ علی مفسدۃ راجحۃ
والقول بالوقوع سعی فی ادخال تلک المفسدۃ فی الوجود وانہ غیر جائز
اگر کوئی کہے کہ مان لیا کہ جمع کرنا طلاق کا خلاف کتاب وسنت وحرام
ہے مگر وقوع طلاق ہو جاتا ہو اس حرام سے بھی جیسا کہ طلاق حلال سے
وقوع ہو جاتا ہے دیکھو حدیث عبداللہ بن عمر کی مسلم مین کہ جب یونس
بن جبیر نے پوچھا کہ فاعتددت بتلک التطلیقۃ التی طلقت وھی
حائض قال مالی لا اعتد بھا وان کنت عجزت واستحقمت اور
بعض روایت مین ہے فحسبت بتلک التطلیقۃ تو اس طلاق
حرام کا شمار کیا جانا یہی معنی ہین وقوع کے تو اب سنیئے جواب اسکا کہ
قیاس حرام کا اوپر حلال کے قیاس مع الفارق ہے فہم سلیم کیونکر قبول کر سکتا
ہے اسبات کو کہ جو نتیجہ ماموربہ حلال کا ہو وہی نتیجہ منہی حرام کا بھی ہو مثلاً
نکاح ساتھ اجنبی کے حلال ہے اُسکا نتیجہ شارع کی طرف سے تملیک و انتفاع

کر لیتا ہے حضرت ممدوحہ نے رسول خدا صلعم سے فرمایا جب یہ درخواست
احکم الحاکمین نے سُنی کہ بندے میرے ظلم کرنے لگے میرے بندیوں پر کہ جب چاہتے
ہین طلاق دیتے ہین اور جب چاہتے ہین روک لیتے ہین اسمین تو بڑا فساد
ہے اور خلافِ حکمت تب اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ سنو مین بڑا حکمت والا
ہون مین تمکو ترکیب طلاق دینے کی اور رجعت کرنے کی اور عدت مین
بیٹھنے کی وغیرہا من الاحکام بتائے دیتا ہون اور حدین ہر چیز کی مقرر کئے
دیتا ہون اگر تمنے میرا خلاف کیا تو مین غالب ہون تمھاری تدارک
کرونگا واللہ عزیز حکیم تب اللہ تعالیٰ نے طلاق ایسی وضع خاص
اور حد معین پر مشروع کیا مصلحت بھی حاصل ہوا اور خرابیان بھی دور
ہو جائین اُسکا طریقہ اپنے کلام بانظام مین بتصریح و تفصیل احکام طلاق
بیان فرمایا کہ سنو صاحب طلقتم اور احق بردھن سے یہ نہ سمجھو کہ
جس عدد سے طلاق دین اور جسقدر طلاق دین جائز ہے بعد اُسکے رجعت
ایسا نہین بلکہ طلاق ایک ایک عدت مین ایک ایک کرکے دو از دیا
اوپر ایک کے حرام ہے جمع کرنا دو طلاق کا ایک عدت مین صحیح نہین
الطلاق مرتان جیسا کہ مدارک اور تفسیر کبیر سے ظاہر ہے التطلیق
الشرعی یجب ان یکون تطلیقة بعد تطلیقة علے التفریق
دون الجمع والارسال اسیواسطے ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رح فرماتے ہین کہ
الجمع بین الثلث حرام یہی مذہب ہے صحابہ کا جیسا کہ تفسیر کبیر مین منقول
ہے دیوبسی سے ہذا قول عمر و عثمان و علی و عبد اللہ بن مسعود

مثلاً عدت مین بیٹھی اِس چوتھی طلاق سے ننانوے یا تین کم ہزار سے
ایک ہی طلاق فی الحیض سے یہ امر نہین ہونیکا - اسیواسطے جب یونس
بن جبیر نے پوچھا حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ آپ نے شمار کیا اُس طلاق
کو جو دی تھی آپنے حالت حیض مین تو یہان سوال ہے کمیت طلاق سے
نہ وقوع و عدم وقوع طلاق سے جیساکہ دوسری حدیث یونس ابن جبیر
کی ابوداؤد مین دال ہے اسی معنی پر اخبرنی یونس بن جبیر انہ
سال ابن عمر فقال کم طلقت امراتك فقال واحدة
تب آپنے اِس تقریر سے جواب دیا کہ مجکو کیا چیز مانع تھی کہ مین شمار کرتا
طلاق کو مینے تو ایک طلاق شمار کرکے دی ہی تھا اگرچہ عاجز رہا
ن وقوع طلاق مین اور حماقت کی مینے بیچ ایقاع طلاق کے کیون کہ
شارع رسول اللہ صلعم نے وقوع کا حکم نفرمایا جیساکہ یہ روایت شاہد ہے
اس معنی کو اخرجہ احمد وابوداود والنسائی عن ابن عمر بلفظ طلق
عبداللہ بن عمر امراتہ وھی حائض قال عبداللہ فردھا علے
رسول اللہ صلعم ولم یرھا شیأ قال الحافظ واسناد ھذہ الزیادۃ
علی شرط الصحیح وقد صرح ابن القیم وغیرہ بان ھذا الحدیث صحیح
لانہ رواہ ابوداؤد عن احمد بن صالح عن عبدالرزاق عن ابن
جریج قال اخبرنی ابوالزبیر انہ سمع عبدالرحمن بن ایمن مولی عزۃ یسأل
ابن عمر کیف تری فی رجل طلق امراتہ حائضا فقال ابن عمر طلق ابن
عمر امراتہ حائضا علی عھد رسول اللہ صلعم فسال عمر عن ذلک

بضعہ مقرر ہے اور نکاح ساتھ اپنی بہن کے حرام تو اگر کوئی نکاح کرلے
تو اسکا نتیجہ بھی وہ انتقاع بضعہ چاہیے گا معاذ اللہ علیٰ ہذا القیاس ہر عقود
منقسمہ الی الحلال والحرام کا یہی حال ہے کہ جو عقد حلال کا نتیجہ ہے وہی
عقد حرام کا بھی ہو ایسا نہین ہان عقد حرام کے لئے شارع کی طرف سے خاص
ایک نتیجہ ہو اوسمین کلام نہین ورنہ منہی و مامورمین کیا فرق رہیگا اور فرق
کرنا بین العقدین بلا دلیل کی اللہ و رسول سے معتبر نہین باقی رہی یہ حدیث
تو اس حدیث مین وقوع طلاق سے سوال ہی نہین اس سے ثبوت وقوع
ہو نہین سکتا لوگون نے مطلب ہی اس حدیث کا نہین سمجھا ہے حضرت
عمرؓ تو ظاہر ظاہر وقوع طلاق سے عجز اپنا بیان کر رہے ہین نہ خیال کرے
کوئی اور اوہام کے تابع رہے تو کیا کیا جاے۔ انکشاف اسکا یہ ہے کہ
ایقاع طلاق حلال و ایقاع طلاق موجب نکال مکلف کی ہاتھ مین ہے چاہے
ایک طلاق واقع کرے چاہے ہزار چاہے طہر مین دے چاہے حیض مین مگر وقوع
اس طلاق کا شارع کے ہاتھ مین ہے کہ جس ایقاع طلاق سے شارع
وقوع طلاق کا حکم دیگا وقوع طلاق ہوگا اور جسپر حکم وقوع کا نہ دیگا اُس سے
وقوع طلاق نہین ہوگا جیسے کوئی تین سے زائد طلاق دے یعنے چوتھی
طلاق دے سو دے ہزار دے لاکھ دے ویسے ہی کوئی ایک ہی دے
تین دے پر حیض مین دے تو اگرچہ شمار کیا جائیگا کہ یہ طلاق ایک ہے
تین ہے چار ہے سو ہے ہزار ہے لاکھ ہے مگر وقوع اسکا نہین ہے
اور معنی وقوع یہ ہین کہ یہ طلاق موجب عدت ہو ایسا نہین ہوسکتے

نافع عن ابن عمر انہ قال فی الرجل یطلق امراتہ وھی حائض لا یعتد
بذلک وھذا اسناد صحیح اور روایت کی ہے ابن عبد البر نے
شعبی سے انہ قال اذا طلق امراتہ وھی حائض لم تعتد بھا فی قول
ابن عمر اب روایت دارقطنی سے کہ عبد اللہ ابن عمر سے مروی ہے کہ
نبی صلعم نے فرمایا ہے فتلک العدۃ التی امر اللہ ان یطلق بھا النساء
ہے وھے واحدۃ اس روایت کا بھی مطلب صاف ہے کہ شمار مین واحد
ہے وہ گویا مفسر ہے حسبت بتطلیقۃ کا تو یہ بھی معارض لیس لشیٔ
کا نہ ہوا کیونکہ معنی لیس بشیٔ کے اور لم یرھا شیئا کے تو یہی ہوئے کہ یہ طلاق
واقع نہوئی اور ھی واحدۃ کے یہ معنی ہوئے کہ شمار مین یہ طلاق ایک ہے
تو اب کوئی شخص اپنی طرف سے جو لفظ حدیث مین نہین ہے بڑھاوے
اور یون کہے کہ ھی واحدۃ واقعۃ تا معارض ہو جاوے لفظ
رسول اللہ صلعم کے تو یہ شخص حکم مین واضع کے ہو جاویگا اور یہ لفظ موضوع
ہوگا علاوہ اسکے بعض لوگون نے کہا ہے کہ ھی واحدۃ متیقن نہین ہے کہ
یہ قول نبی صلعم ہی کا ہے محتمل ہے کہ یہ قول ابن وہب کا ہو یا ابن ابی ذیب
یا نافع کا اور میرے نزدیک بھی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ کسی راوی
کا بڑھایا ہوا لفظ ہے کیونکہ عبد اللہ رض کی شمار طلاق مین اختلاف سے ہے
کوئی کہتا ہے کہ ایک طلاق دی کوئی کہتا ہے کہ تین طلاق دی کسی روایت
سے ثابت ہے کہ ایک دی دو کا ارادہ تھا تو جن راوی کے نزدیک ایک
دینا ثابت ہوا ہے وہی یہ فرما رہے ہین وھی واحدۃ اور لم یرھا شیئا کا مرفوع

رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ان عبد الله طلق
امراته وهی حائض فقال عبد الله فردها علی ولم
یرها شیئا الحدیث فهولاء رجال ثقاة ائمة
حفاظ هکذا فی نیل الاوطار
اور روایت مسلم مین ہے فردها حاصل یہ ہوا کہ حدیث صحیح مین بسند
مرفوع رسول اللہ صلعم سے یہ امر ثابت ہوا کہ نہ یقین کیا رسول اللہ
صلعم نے اس طلاق کو شے واقع اور یہی مروی ہے رسول اللہ صلعم سے
یہ حکم طلاق عبد اللہ پر لیس ذلك بشئ اخرجه سعید بن
منصور من طریق عبد الله بن مالك انه طلق امراته
وانها حائض فقال رسول الله صلعم لیس ذلك بشئ تو ظاہر ہے
کہ اس حدیث کے یہی معنی ہین یعنے یہ طلاق جو عبد اللہ نے حیض مین
دی ہے وہ طلاق نہین واقع ہونیکی کالعدم ہے نہ یہ معنی ہوسکتے ہین کہ
یہ طلاق لغو نہین ہے یا ایک یا تین جو دیا ہو عبد اللہ نے وہ ایک یا
تین نہین ہے نہین ہین معنی اسکے مگر یہی ہین نفس الامر مین ایک دی ہے
یا تین واقع نہین ہے یعنے اِس سے عدت مین نہین بیٹھ سکتی ہے اسی واسطے
فتوی ابن عمر کا یہ ہوتا تھا اُس شخص کے حق مین کہ جو شخص طلاق حیض مین
دے اُس طلاق مین اُسکی عورت عدت مین نہین بیٹھے گی. روایت
کی ہے ابن حزم نے محلی مین ساتھ سند متصل اپنی طرف ابن عمر
من طریق عبد الوهاب الثقفی عن عبد الله بن عمر عن

دوسرے کو ندیا ارجعھا یعنے لوٹ جا تو طرف حالت اولی اپنی کے یعنے
ہبہ کو کالعدم سمجھ کہ بطور ناجائز دیا گیا ہے اور اگر یہان پر ہبہ واقع ہوتی تو
آپ لوٹنے کو نفرماتے کیونکہ بعد وقوع ہبہ لوٹنا منع فرمایا ہے قال النبی
صلعم العائد فی ھبتہ کالکلب یعود فی قیئہ اور تیسرے معنی
رجعت کے بعد از طلاق ہین اب معنی ثالث لینا معنی ثانی پر مقدم نہین ہوسکتا
بلکہ معنی ثانی ہی لینا مرجح ہے تا نہ لازم آوے معارضہ بین الحدیثین۔ دوسرے
یہ کہ یہ فہم خلاف ہوگا نص صریح کے کیونکہ صاف صاف رسول اللہ صلعم
نصیحت فرماتے ہین ہملوگون کو کہ جو چیز کتاب اللہ مین نہین ہے وہ چیز
باطل ہے نہین واقع ہونیکی دیکھو حدیث عائشہؓ کی کہ خود بخاری ہین موجود
ہے کہ آپنے فرمایا رسول اللہ صلعم سے کہ مین بریرہ کو خرید کر آزاد کیا چاہتی
ہون تو ولا رحق ہمارا ہوگا مگر مالکان بریرہ شرط ولا رکی اپنے واسطے چاہتے
ہین حضرت نے فرمایا کہ تو خرید لے اور وہ لوگ شرط ناجائز کرتے ہین
کرنے دے شرط ناجائز واقع نہین ہوتی فانما الولاء لمن اعتق ففعلت
عائشۃ بعد اُسکے وعظ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ جو بات کتاب
اللہ مین نہین ہے اگرچہ سو مرتبہ کہی جاوے وہ باطل ہے قابل اعتبار
نہین وہ کالعدم سمجھی جائیگی قام رسول اللہ صلعم فی الناس فحمد اللہ تعالی
واثنی علیہ ثم قال اما بعد ما بال رجال یشترطون شروطا لیست فی
کتاب اللہ ما کان من شرط لیس فی کتاب اللہ فھو باطل وان کان
مائۃ شرط قضاء اللہ احق وشرط اللہ اوثق فانما الولاء لمن اعتق

ہونا اور لیس بشئ کا قول فرمودۂ رسول اللہ صلعم ہونا متیقن ہے
اور ابوالزبیر اکیلے ہی راوی نہین ہین متابعت کی ہے اُنکی چار راویون نے
عبداللہ ابن عمر[1] - محمد بن عبدالعزیز بن رواد[2] یحیی بن سلیم[3] - ابراہیم بن ابی
حسنہ - اور بعضون نے فلیراجعہا سے سمجھا ہے کہ طلاق واقع ہوگئی کیونکہ
رجعت بعد طلاق کے ہوتی ہے یہ فہم بخاری کا ہے صحیح نہین کئی علتونسے
ایک تو یہ کہ یہ فہم معارض ہوگا قول رسول اللہ صلعم کے قال رسول اللہ
صلعم لیس ذلک بشئ اور لم یرہا شیئا کی بلکہ معنی اسکے یعنے فلیراجعہا کے
یہ ہین کہ اپنی حالت احسن پر لوٹ جائے عبداللہ بن عمر یعنے طلاق ناجائز
کو کالعدم سمجھے اور بعضون نے فہم بخاری کو ترجیح دی ہے یہ سمجھکر کہ یہ معنی
رجعت کے شرعی نہین ہے یہ معنی لغوی ہی ہے اور معنی بخاری شرعی
اور شرعی مقدم ہوتا ہے لغوی پر یہ بات بسبب عدم خیال معنی رجعت
کے کہ شرع مین کیا کیا ہین کہی گئی اور حال یہ ہے کہ شارع نے رجعت کو فقط
معنی اول ہی مین نہین استعمال کیا ہے بلکہ تین معنی مین استعمال فرمایا ہے
ایک معنی مین نکاح کے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے فان طلقہا
فلا جناح علیہما ان یتراجعا یعنے اگر طلاق دیدے شوہر ثانی تو
نہین گناہ ہے اوپر شوہر اول اور عورت مطلقہ کے کہ نکاح کرلین وہ
دونون اور دوسرے معنی لوٹنا طرف حالت احسن کے کہ جس حالت پر
پہلے تھا اُس حالت بُری سے جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے ابی
نعمان ابشیر کو جب اُنھون نے ایک بیٹے اپنے کو غلام عطا کیا اور

کہ جب ایک شخص نے انت طالق فی عدۃ کہا تو ابھی تک صحیح موافق کتاب
ہے اسکا رجعی ہونا جب ازدیاد دوسرے طلاق کا اسی عدت مین کیا تو
یہ ازدیاد حرام مخالف کتاب ہے ایسے ہی تیسرا ازدیاد بھی حرام ہے تو رسول اللہ
صلعم نے اِن دونون ازدیادون کو کہ جس سے جمع لازم آتا ہے حرام و لغو
سمجھکر اسپر کوئی حکم مختص نفرمایا باقی رہ گیا اصل شرعی ایک انت طالق
کہ وہ رجعی صحیح حلال تھا بسبب صلاحیت محل کے حکم رجعی کا دیا جیسا
میرے بیان سے منکشف ہوگیا اور عقل سلیم کے کہ طلاق بوجہ الحرام
واقع نہین ہونیکی یعنے وہ موجب عدت نہین ہوگی اسبات کی طرف
اشارہ فرمایا ہے اللہ تعالٰے نے ساتھ حکم الطلاق مرتان کی بھی کہ
ان عزموا الطلاق سے یا لا جناح سے یہ نہ سمجھو کہ جو طلاق ہوگی
خواہ حلال خواہ حرام موجب عدت ہے المطلقات یتربصن بانفسہن ثلثۃ
قروء بلکہ یہ احکامات طلاق ماموریہ مشروع کے ہین نہ حرام غیر ماموریہ کے
اور صورت حلال یہ ہے کہ جمع طلاق نکرو جیسا اوپر گزرا الطلاق مرتان
کہ جسکی تعلیم ہمنے کیا ہے تو اب مرتان کا یہ مضمون ہوا کہ پہلے ایک
طلاق دو تب عدت اُسکی تین قرء ہوگی شمار کرو اگر دل مین تمہارے
مراجعت منظور ہو تو اسی عدت مین مراجعت کرلو فامساك بمعروف
یا کچھ لیکے چھوڑدو اگر بعد الرجعت پھر ملال خاطر ہوا تو پھر طلاق دو کہ
اُسکی عدت تین قرء گزرے اور اس زمانہ مین بی بی کو باہر نکالو اور نہ
وہ باہر جائین اگر اس عدت مین کچھ لینے کا دل بھی نہ چاہے اور نہ مراجعت

اور بھی یہ فہم مخالف قول صریح عبد اللہ ابن عمر صحابی ہوگا جیسا کہ گذر را
تفصیل سے اور یہ حدیث بھی دال ہے اسبات پر کہ جو طلاق کہ خلافِ
طلاق مشروع ہے وہ طلاق کالعدم ہے قال عبد الرزاق فی مصنفہ
عن ابن جریج عن ابن طاؤس عن ابیہ انہ کان لا یری طلاقا
ما خالف وجہ الطلاق ووجہ العدۃ وکان یقول وجہ الطلاق
ان یطلقہا طاہرا من غیر جماع اواذا استبان حملہا
اور دوسری حدیث یہ ہے محلی مین قال الخشنی نا محمد بن المثنی نا عبد الرحمن
بن مہدی نا ہمام بن یحیی عن قتادۃ عن خلاس بن عمرو انہ
قال فی الرجل یطلق امرأتہ وھی حائض قال لا یعتد بہا
تواب روایات مین معارضہ بھی نرہا اور فتوی اور روایت مین حضرت
ابن عمر کی بھی موافقت ہوگئی پس اس تحقیقات سے میرے صاف ظاہر
ہوگیا کہ طلاق حالت حیض مین واقع نہوگی اگر کوئی امامیہ بنکر یہ سوال کرے
کہ جب طلاق فی حالت الحیض بسبب مخالف ہونے کتاب اللہ وسنت
رسول اللہ کی واقع نہووے تو جمع طلاق ثلثہ فی طہر واحد بھی تمہارے
نزدیک بسبب مخالف ہونے کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کے حرام
ہوا اسی سبب سے وقوع حرمت مغلظہ کا تمہارے نزدیک نہوگا تو مین
کہتا ہون کہ رجعت نتیجہ ہے ایک طلاق شرعی کا تب جمع طلاق ثلثہ فی طہر کا
نتیجہ جو رجعت فرمایا رسول اللہ صلعم نے اور تم اسکے قائل ہو کیونکر صحیح
ہو گا مع رفع شبہ کہ تقریر کئے دیتا ہون ذرا سمجھ کے کانون سے سنو

برتاوے مین تفریق واحکامات طلاق کی اغلاق ہے کہ تفریق طلاق کی
کیا صورت ہے تفریق فی العدت ضرور ہے یا فقط تفریق فی التلفظ کس
وقت مین طلاق دینی چاہیئے امساک بالمعروف کیا چیز ہے تسریح کیونکر
کرے احسان کیا چیز ہے احسان کسکا مراد ہے مرد یا عورت کا تسریح
کی کئی قسم ہے کس قسم کا برتاؤ کس وقت مین کرنا چاہیئے اللہ تعالی نے واسطے
دفع ان اغلاقات کی چند آیتین فرمائین اولا یہ کہ صورت مرتان کی تفریق
فی العدت ہے نہ تفریق فی التلفظ فقط یعنے ہر ایک عدت مین ایک طلاق
دینی چاہیئے اسکی طرف کئی طرح سے اشعار فرمایا ہے اللہ تعالے نے پہلی
اشعار طرف تفریق فی العدۃ کی باین آیت ہے اذا طلقتم النساء
فبلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف یعنی
جب طلاق دو اپنی عورتونکو پس وہ عورتین قریب اتمام عدت پہونچین
تو بعد از طلاق دو ہی امر کا اختیار دیا جاتا ہے یا امساک یا تسریح کا نہ تیسری
چیز کا اسی قضیہ منفصلہ سے ظاہر ہوگیا کہ بعد از طلاق الاول اور قبل الامساک
او التسریح کہ زمانۂ عدت ہے اسمین حق طلاق نہین یعنی جمع کرنا طلاق کا فی
العدۃ جائز نہین بعد اُسکے طلاق ثانی کی برتاؤ کو اشارہ فرمایا ساتھ اعادہ
اذا طلقتم کی بیچ بیان حکم اختتام عدت کی اسے بھی اشعار فرمایا طرف تفریق
عدت کے اس آیت مین اذا طلقتم النساء فبلغن اجلھن فلا
تعضلوھن الخ یعنی پہلی طلاق مین تو دو امر کا اختیار قریب بلوغ عدت
کو دیا تھا تمنے مثلاً تعمیل حکم رجعت کی کر لی اگر پھر اس عورت سے دل

تو زمانہ عدت گزرنے دو بعد گزرنے اس عدت کے طلاق بائن ہوجائیگی
اور یہ عورت بلا نکاح جدید تمہارے پاس نہین آسکتی تو اسکو نکاح سے نہ منع
کیجیو اوتسریح باحسان جب احکم الحاکمین سے تخمیناً چھ مہینے کی مہلت واسطے
رفع رنج وغصہ اور اپنی مصلحت سمجھنے کیلئے دی گئی جیسا کہ اسی طرف اشارہ
فرمایا اللہ تعالےٰ نے لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا اور جب یہ
عدت بھی گزر گئی تب احکم الحاکمین نے فرمایا کہ مہلت تمکو اسیواسطے دی گئی
تھی کہ رفع غصہ ورنج کرکے اپنی مصلحت سمجھوگے اور تمہاری بی بی ضمانت
مین لا یخرجن کے دیگئی تھی اب فیصلہ کردیا جاتا ہے کہ اب بھی تمکو اگر بی بی
ساتھ رکھنا منظور ہے تو نکاح کرلو ورنہ اگر بعد گزرنے اس عدت کی تم ساکت
وصامت نرہے بلکہ تیسری عدت مین تیسری طلاق دیدی تو نہ حق رجعت
رہیگا نہ حق نکاح اب وہ دوسرے مرد کے کام کی ہوگی فان طلقھا
فلا تحل لہ من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ اب وہ باختیار مرد آخر ہے
جب وہ کہین طلاق دے تو البتہ بعد از عدت طلاق زوج ثانی نکاح
کرسکتا ہے کہ جسکو باین لفظ تعبیر فرمایا ہے فان طلقھا فلا جناح
علیھما ان یتراجعا بعد اس تعین وتحدید کے یہ آیت فرمائی تلك
حدود اللہ یہ ہین احکام محدودہ مفروضہ اللہ کے اور اس حد کے تجاوز
کرنے پر وعید ہے فلا تعتدوھا ومن یتعد حدود اللہ فاولئك
ھم الظلمون اس آیت مین اگرچہ تصریح ہے تفریق نفس طلاق کی اور سائر
ہی احکام طلاق کا مگر احکامات طلاق کی بطور قاعدہ کلیہ اجمالاً بیان کئے ہین

نہ وہ نکلین ہان مگر جبکہ اُنسے کوئی بُرائی ہو یعنی رفع حق اُنکا نہین ہوا ہے نہ
بعد طلاق ثلثہ اور صاحب نظر ہر بنا بر اُن احادیث کے کہ بعد طلاق ثلثہ کے
حق نفقہ و مکان بی بی کے واسطے نہین بطریق اوسے تاکید نکلی اسکے کہ جمع
طلاق ثلثہ جائز نہین اور جب تحدید و تنقیح فرمائی اللہ تعالیٰ نے کہ جب
طلاق دو تو طلاق واحد فی العدۃ دو اور جمع طلاق فی العدۃ نکرو تو یہ وعید
مخالفین کو سُنائی کہ وتلك حدود الله ومن يتعد حدود الله
فقد ظلم نفسه جب بندون نے یہ اعتراض کیا کہ حکم حاکم مرگ
مفاجات مگر جب ہمکو مالک گردانا تھا تین طلاق کا تو جسطور پر چاہتے
اِس ملک کو صرف کرتے اِس جمع کے اختیار کو چھین لینے کا کیا نفع تھا اللہ تعالیٰ
نے اِس اعتراض کو رفع فرمایا ساتھ اس آیت کے لاتدری لعل الله
يحدث بعد ذلك امرا یعنے ہمنے تو تمکو مالک و مختار ہی نہین بنایا ہے
مطلقاً تین طلاق دینے کا ہمنے تو تمکو ماذون و مختار کیا ہے ایسے طلاق دینے
کا کہ جسمین مین مصلحت جانتا ہون اگرچہ تم اُسکے مصلحت سے واقف نہو تمہاری
تو خود رائی ہے تین طلاق فی العدۃ دینے مین کہ یہ منہی عنہ ہے تو پھر اختیار
چھین لینے کا کیا عذر ہے وہ مصلحت یہ ہے کہ بعد دینے طلاق کے اگر میرے
بندے کو پچتاوا آوے تو رجعت کرے اور اگر جمع کا اختیار دیا جاتا تو وقت
رنج و غصہ کے جمع کر لیتے مگر وقت عقل و ہوش کے حسرت ہوتی ہمارے
بندے تڑپ تڑپ کر محبوبہ کے فراق مین دیوانہ وار نماز و روزہ سے
بے سروکار جنگل و جھاڑ مین رہتے بیقرار اب ہمنے ہر طرح سے نصیحت در باب

ناراض ہوا تو جب دوسری طلاق دو تم بعد رجعت اُس طلاق اول کے
پس پہونچین عورتین تمامی عدت کو یعنی زمانۂ عدت گذر جائے تو اب
اختیار رجعت نہین نہ منع کرو نکاح سے اُن عورتون کو اور جبتک عدت
نہین گذری ہے تو یہ مثل طلاق اوّل کے ہے حکم اسکا گذر ہی چکا اور
بعد اسکے بیان کیا تفریق فی العدۃ کو ساتھ وضاحت کے سورہ طلاق
مین یا ایھا النبی اذا طلقتم الخ کہ اگر برتاو اطلاق کا چاہو اور ارادہ
کرو طلاق کا تو پہلے میرا امر یہ ہے کہ طلقوھن یعنے پہلے ایک طلاق دو
اپنی عورت کو عدت والی لعدتھن یعنے عدت والی طلاق وقت طہر
کے اِس سے رفع اغلاق ثانی کا بھی ہوگیا اور بعد طلاق اوّل احصائے
عدت کرو واحصوا العدۃ یعنی عدت کو طلاق اوّل کی پوری کرو یعنے
درمیان طلاق و احصاے کے کوئی طلاق نہ دو اور ظاہر ہے کہ جو شخص
ایک طلاق پیچھے دوسرے طلاق کے اُسی طُہر مین دی تو وہ عدت
والی طلاق دینے والا نہوگا۔ اِس لئے کہ عدت تو پہلے طلاق کی شروع
ہوگئی اسکا زمانہ تین قرء تک رہیگا تو اب ثانی کی عدت کون ہوگی وہ
بلا عدت رہی تو خلاف قرآن طلاق دینے سے ڈرو واتقوا اللہ ربکم
اور شرماؤ نافرمانی سے اپنے پالنے والے کی پھر اِس حکم کی تاکید فرمائی
ساتھ اِس آیت کے لا تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن الا
ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ یعنی سیاق و سیاق آیۃ اِس بات
پر دلالت کرتا ہے کہ بمجرد دہلہ طلاق اوّل نہ نکالو اُنکو محل قیام سے اور

نجات مشکلات مین عرصہ قریب تین مہینے کے گذریگا یا زیادہ ہمپر رحم ہو اور
اجازت جمع طلاق کی یا جو موافق خواہش ہمارے درباب طلاق ہو دیے
دیجاوے یہ درخواست سرکار عالی تبار سے نامنظور ہوئی اور یہ حکم صادر پایا
کہ جو قانون کہ درباب طلاق بنا تھا وہ سب مقدر و معین ہو چکا اب اسی
قانون کے موافق برتاوا کیا جائیگا عذر و معذرت اسباب مین مسموع
نہین اب اللہ پر توکل کر کے تعمیل اسکی کرو ومن یتوکل علی اللہ فھو
حسبہ وان اللہ بالغ امرہ قد جعل اللہ لکل شئ قدرا اط
اور جو مشکل تمپر پیش آوے اللہ کی اطاعت کیطرف متوجہ ہو مخالفت اسکی
نکرو وہی تمہاری مشکل کو آسان کرنے والا ہے فرمایا اللہ تعالی نے ومن
یتق اللہ یجعل لہ من امرہ یسرا اسیواسطے ہمارے نبی صلعم طلاق
ثلثہ فی العدۃ دینے والے پر حکم مخرج عن النکاح کا ندیتے بلکہ اس طلاق پر بھی
رجعت کا حکم فرماتے باقی رہا جواب اسکا کہ امساک بالمعروف کیا چیز ہے
اُسکو اللہ تعالے نے کھولدیا بعد فرمانے اذا طلقتم اولی کے الی آخر
فامسکوھن بمعروف او سرحوھن بمعروف یعنے جب طلاق دو پہلی
پہل اور عورتین قریب اتمام عدت پہونچین تو دو امر مین سے ایک کا اختیار
دیا جاتا ہے یعنے امساک کرو اور یہی مقدم اور بہتر ہے امرین سے یا تسریح
باحسان کرو پھر تفسیر کی امساک معروف کی ولا تمسکوھن ضرارا
یعنے رجعت ایذا دینے کی نیت سے نکرو کہ پھر اسکو طلاق دے کر عدت
مین بٹھلاوینگے یا زمانہ ضرر کا اسکے زیادہ ہو جاوے قریب چھ قرء کے

تفریق فی العدۃ وعدم جمع طلاق کے کئی مصالح بھی بیان کردئے اگر تمھین
ایمان اللہ اور آخرت پر ہو تو نصیحت قبول کرو ذلکم یوعظ بہ
من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر واسطے خدا کے یہ نصیحت کیجاتی
ہو اُسکو جو ایمان لائے ساتھ اللہ اور روز آخرت کی اور جو کوئی ڈرے
اللہ سے کریگا واسطے اُسکے راہ نکلنے کی مشکلون سے ومن یتق اللہ یجعل
لہ مخرجا اور اگر قبول اس نصیحت کو نہ کروگے اور خلاف اللہ کے
کروگے تو نقصان دنیا وآخرت کا اٹھاؤگے نہ دنیا مین راہ نکلنے کی مشکلونسے
ملے گی نہ آخرت مین گناہ سے نکلنے کی صورت تو اب اگر تین طلاق ایک
عدت مین دوگے یہ سمجھکر کہ اسی وقت رہائی ہو جاوے مجکو مشکلونسے کہ
جو بسبب اس عورت کے واقع ہین اور ہم نکلجاوین اسکے نکاح سے تو
اس طلاق دینے سے دنیا مین بھی تمھاری رہائی نہین ہو سکتی اور نہ عاقبت
مین چھٹکارا عذاب سے کیونکہ رہائی اُن لوگون کے لئے ہے جو اللہ سے ڈرین
مطابق حکم اللہ کے کرین اور تمنے مطابق حکم اللہ کے نکیا بلکہ خلاف امر کیا تو
جو طلاق کہ حرام ہے یعنے امر شارع کا اُسپر نہین ہے وہ مردود و باطل ہے
اُسکو قوت دیدیا رسول اللہ صلعم نے اپنے قول سے کل عمل لیس علیہ
امرنا فھو رد وفی روایۃ من عمل عملا لیس علیہ امرنا فھو رد پس
کون ایمان والا مردود کو مقبول کرسکتا ہے تب پھر درخواست کی بندون
نے کہ اے مستجمع جمیع کمالات یہ بڑا مشکل ہے ہم لوگو نپر ہملوگ چاہتے ہین کہ
جسوقت مشکلات سے نجات چاہین پاوین اور حسب فرمان عالیشان

نہ منع کرو کیونکہ اسوقت تک وہ عورت تمہارے ہاتھ مین آسکتی ہے
نکاح جدید کر لو ایسی دو طلاقون تک مضائقہ نہین واسطے تنبیہ
تدارک کے اگر اسکے بعد بھی تم ایسے نارضامند ہو اپنی بی بی سے کہ کبھو مُنہ
دیکھنا اُسکا نہین چاہتے تو جسکا جی بعد ان دو طلاقون کے بھی چاہے
طلاق دے تو وہ طلاق ثالث دے فان طلقہا فلا تحل لہ
من بعد حتی تنکح زوجا غیرہ مگر اب نہ حق رجعت ہوگا نہ حق
نکاح بلا نکاح کئے غیر مرد کی اسپر حلال نہین ہوگی اور ایسی طلاق
اگرچہ جائز ہے مگر محمود نہین اسیواسطے اللہ تعالے نے طلاق دینے
والونکو دو طلاقون تک اپنا مخاطب ٹھہرا طلقتم طلقتم فرمایا اور یہان پر
قابل خطاب نہ سمجھکر بصیغہ غائب فرمایا واللہ ھادی الی السداد
باقی رہی یہ بات کہ تردید بخاری کی مذہب حنفیہ پر صحیح ہے یا خلاف
تحقیق میرے نزدیک یہ خلاف تحقیق ہے کیونکہ بخاری رح اور شافعیؒ
نے یہ سمجھا کہ جب حضرت نے بعد از لعان طلاق دینے پر سکوت فرمایا
تو یہ طلاق جائز ہوئی بدعت نہین کیونکہ عدم انکار رسول اللہ صلعم
کا موجب جواز ہے مین جواب دیتا ہون کہ خیال کرنیکی بات ہے کہ جائز
ہونے پر شے کے فقط سکوت آپکا ایک جگہہ پر کافی نہین بلکہ سکوت کیے
ساتھ کسی جگہہ انکار نہ پایا جاوے حال یہ ہے کہ طلاق ثلثہ دینے پر
رسول اللہ صلعم نے انکار صریح فرمایا ہے اور بڑی خفگی کی ہے جیسا کہ
حدیث صحیح موثوقین سے لبید کے ثابت ہے نسائی مین ہے اخبر

تفسیر تمام

لتعتدوا تا ستم کرنیوالے ہوجاؤ اپنی عورت کے اور اگر اس نیت
اساک کروگے تو گناہ ہوگا تمپر و من یفعل ذلک فقد ظلم نفسہٗ
اور تسریح بالاحسان کی دو قسم تھی ایک تسریح باحسان عورت سے کہ
جس تسریح کی تصریح فرمائی اللہ تعالے نے باین آیت فان خفتم الا
یقیما حدود اللہ فلا جناح علیہما فیما افتدت بہ یہ صورت تسریح کی
قبل گذرنے عدت کے پائی جائیگی پہلے ہی اسکو بیان کیا یعنے جبتک
عدت نہ گذرے بی بی گھر سے نہ نکلے اور میان اور بی بی ایک
مکان مین رہین تو یہ شخص ڈرے اللہ سے اقامت حدود اللہ مین سبب
نہین گناہ اوپر مرد و عورت کے کہ بدلہ دے عورت بعوض جھٹکارے
کے یہان جھٹکارا دینا مرد کا بعوض احسان عورت ہوا جسکا نام خلع
ہوتا ہے اور دوسری تسریح بمعروف مرد کی جب بھی خاصہ ہوتی ہے
اُس احسان کا وجود بعد گذرنے عدت کے معلوم ہوتا ہے اسیواسطے
اس تسریح کی تفسیر فرمائی اذا طلقتم ثانی کی بیان مین کہ جسکی عدت
گذرجائے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اذا طلقتم النساء فبلغن اجلہن
فلا تعضلوھن ان ینکحن ازواجھن یعنے جب طلاق تمنے دی اور
عدت گذرگئی تو تمہارا احسان یہی ہے کہ نہ منع کرو اونکو نکاح کرنے سے ازواج
کے عام ازین کہ وہ زوج ہونے والے ہون یا باعتبار ماکان اور نہ بہکاؤ
اُنکو نکاح کرنے سے کہ یہ خراب ایسی ویسی ہے یا اُنکا دل تمہین سے راضی
ہو تو اِس شرم سے کہ ہم طلاق دے چکے اب کیا نکاح کرین اپنے نفس کو

اسکے احتمال صاحب مصابیح پر تردید ابن منیر کی نقل کی ہے تو بیچارہ
صاحب مصابیح نے تو حکم کیا ہی نہین ہے احتمال نکالا ہے آپنے قسطلانی
ہی کو حاکم و مبین بنا دیا عجب حال ہے کہ ناقل کو حاکم مردود کو مقبول
فرماتے ہین مشفق من اَنْتَ عَلَیَّ حَرَامٌ کہنے مین چودہ مذہب ہین اب
اسجگہہ پر تفصیل بیان کرنی کہ کیا کیا لوگون نے سمجھا ہے اور محاکمہ کرنا اور
تحقیقات بیان کرنی اگرچہ دل چاہتا ہے کہ بیان کرون مگر خارج عن المبحث
ہونا اسکا باعث قلم انداز ہے خلاصہ یہ ہے کہ صاحب بخاری کی غرض
یہا نپر اتنی ہے کہ اگر کوئی لفظ حرام کا اپنی بی بی کو کہے تو اُس سے طلاق
مراد لیجا سکتی ہے نہ یہان پر فی عدۃ واحدۃ اور نی عدۃ متعددۃ
اور اُسکے احکام سے بحث ہے پھر ایسی عبارت کی تحریر سیاہ کرنا کاغذ
کا ہے اچھا صاحب تمہاری تحقیق مین درمیان طلاق ثلثہ اور تحریم کے
کیا نسبت ہے مین بیان کرون سنیئے گا یا د رکھیئے نسبت درمیان طلاق
ثلثہ اور تحریم کے عموم و خصوص من وجہ کی ہے مادہ اجتماع طلاق ثلثہ فی
عدۃ متعددۃ ہے کہ تحریم و طلاق ثلثہ دونو نکا مصداق ہے اور مادہ
افتراق طلاق ثلثہ فی عدۃ واحدۃ ہے کہ ثلثہ ہے اور تحریم نہین اور دوسرا
مادہ افتراق کا طلاق واحدہ غیر مدخول بہا اور طلاق رجعی بعد از اتمام
عدت کہ یہان تحریم ہے ثلث نہین قولہ عن نافع قال کان ابن عمر
اذا سئل عمن طلق ثلثا قال لو طلقت مرۃ او مرتین لکان لک الرجعۃ
فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم امرنی بھذا لما طلقت امرأتی وھی حائض

رسول الله صلی الله علیه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلث تطلیقات
جمیعا فقام غضبان ثم قال ایلعب بکتاب الله وانا بین اظهرکم
حتی قام رجل فقال یا رسول الله الا اقتله آنحضرت صلعم خبر دیے گئے ایک رجل سے کہ
اُس نے اپنی بی بی کو تین طلاقین ایک ساتھ دین آپ اس خبر کے
سُننے سے غضبناک ہوکر اُٹھے پھر فرمایا کیا ٹھٹھا کرتا ہے اللہ کی کتاب سے
حالانکہ مین تم مین موجود ہون یہانتک کہ ایک شخص کھڑا ہوا اور عرض
کیا کہ یا رسول اللہ صلعم کیا اُسکو مین مار ڈالون تو دیکھو طلاق ثلثہ کے
دینے پر ایسا انکار فرمایا ہے کہ مار ڈالنے پر سکوت فرمایا پس اس سے
بڑھ کے کیا انکار ہوگا تو اب شئے منکر کے بدعت و حرام ہونے مین کونسا
کلام رہا قولہ اور قسطلانی نے اس عبارت کی شرح مین بیان کیا ہے
کہ درمیان طلاق ثلثہ اور تحریم کے اعم واخص مطلق کی نسبت ہے
اقول ہان قسطلانی نے یہ حکم دیا ہے بھائی دیکھو قال صاحب المصابیح
من المالکیۃ یعنی فاذا کانت الثلث تحریما کانت التحریم ثلثا وھذا
غیر ظاہر لجواز ان یکون بینھما عموم وخصوص بیان ذرا کتاب
بھی غور سے دیکھا کرو کیسی تحریر کرتے ہولے صاحب قسطلانی نے
تو نقل کی ہے کہ صاحب المصابیح نے مطلب بخاری کا یہ سمجھا کہ بخاری
کے نزدیک درمیان طلاق ثلثہ اور تحریم کے نسبت مساوات ہے
بعد اسکے صاحب مصابیح نے بخاری پر اعتراض کیا کہ نسبت مساوات کی
ظاہر نہین جائز ہے یعنے احتمال ہے کہ نسبت اعم واخص کی ہو پھر بعد

نے بعد حکم کرنے اِس امر کے کہ طلاق کو بی بی سے پھیرے یعنے کالعدم سمجھ
یہ طلاق واقع نہوئی بسبب عدم صلاحیت محل کے یہ فرمایا کہ بی بی کو اتنے
دن تک ٹھہرائے رہ اپنے پاس کہ اس حیض سے فارغ ہوکر پاک ہو اور پھر
بعد پاک ہونے کے حائضہ ہو پھر زمانہ حیض گذر جائے زمانہ پاکی کا آوے تب
اگر عبداللہ کا جی چاہے طلاق دینے کا تو اِس طہر مین بلا جماع کئے ہوئے
کے ایک طلاق دی کیونکہ یہان پر فلیطلقها آئین اور ثلثہ کا لفظ نہین ہے
فتلك العدة التي امر الله ان يطلق لها النساء یہی وہ عدت ہے کہ جسکی
تعلیم کے لئے ارشاد ہوا ہے مجھے اللہ تعالیٰ سے یا ایها النبی اذا طلقتم
النساء فطلقوهن لعدتهن الخ اب قرآن اور یہ حدیث دونون بکارے
دیتے ہین اِن مسلمانوں کو ایک طلاق ایک عدت مین ہونی چاہیے اور
عدت طہر کا نام ہے اور وقت طلاق کا طہر ہے اور زمانہ عدت کا تین طہر
ہے جسکو شمار کیا نبی صلعم نے حتی تطهر حتی تطهر حین تطهر اور طہر کو
بے جماع ہونا چاہیے یہانتک ٹکڑہ حدیث مرفوع کا ہے اب ابن رمح
نے ایک ٹکڑہ موقوف اپنی روایت مین زیادہ کیا ہے دیکھو مسلم نے
لکھا ہے زاد ابن رمح فی روایته وکان عبدالله اذا سئل عن ذلك
اور یون روایت ہے اذا سئل عن الرجل يطلق امراته وهي حائض
قال لاحدهم اما انت طلقت امراتك مرة او مرتين قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم امرني بهذا وان كنت طلقتها ثلثا فقد حرمت
عليك حتى تنكح زوجا غيرك وغضب الله فى ما امرك من طلاق امراتك

فقال لما ذكر لعمر ذلك مرة فليراجعها فكان قال للسائل ان طلقت
طلقة او طلقتين فانت مامور بالمراجعة لاجل الحيض فان طلقتها
ثلثا حرمت عليك حتى تنكح زوجا غيرك انتهى **اقول** اس آیت
کا مطلب آپ توکیا سمجھین گے قسطلانی ہی نے یہین خیال کیا ہے
یا بنظر سرسری ایسا ترجمہ کیا ہے کہ جسکے بیان کرنیسے آپکو ظاہر ہو
جاویگا کہ بیشک لغزش ہے اب پوری حدیث کا مطلب بیان کرتا ہون
بعد اُسکے لغزش سے قسطلانی کی اطلاع دونگا اور یہ خیال کرے کہ تم
سمجھو اور قسطلانی نہ سمجھے انکار قرآن نہ فرمائے گا ذلك فضل الله
یوتیہ من یشاء اب سُنئے حدیث عن نافع عن عبد الله انه
طلق امراة له وهي حائض تطليقة واحدة یعنے حضرت عبد اللہ نے اپنی بی بی کو
حالت حیض مین ایک طلاق دی اور بعض روایت مین ہے کہ حضرت عبد اللہ
ابن عمر نے اپنی بی بی کو حالت حیض مین تین طلاقین اکٹھے دین جیسا کہ مسلم
کی روایت مین موجود ہے ان ابن عمر طلق امراته ثلثا وهي حائض
بعد اسکے راوی فرماتے ہین فامره رسول الله صلى الله عليه وسلم
ان يراجعها ثم يمسكها حتى تطهر ثم تحيض عنده حيضة اخرى
ثم يمهلها حتى تطهر من حيضتها فان اراد ان يطلقها
فليطلقها حين تطهر من قبل ان يجامعها یعنے ارشاد فرمایا صلعم نے کہ رجعت
کرلے تو بنظر اس روایت مسلم کے تو آپکو سر ہی جھکانا چاہئے خیر آپ کا
خاطر سے مان لیتا ہون کہ یہان پر نہ بحث کیجیے اچھا صاحب غرضکہ خود

جواب یہ دیتے تھے قال لو طلقت مرة او مرتین فالنبی صلی اللہ
علیہ وسلم امرنی بھذا یعنے اگر طلاق دی تو پہلے مرتبہ تو حکم رجعت کا ہے اور اگر
[illegible] دے تو مرتین یعنے طلاق دے تو دوسرے مرتبہ بعد طلاق مرة اولی
کے تو بھی حکم رجعت کا ہے یہی حکم دیا ہے نبی صاحب نے فان طلقتھا
ثلثا حرمت علیک حتی تنکح زوجا غیرک اور اگر طلاق دیگا تو تیسرے
مرتبہ بعد مرتین کے حرام ہو جائیگی تیری بی بی تجھپر بسبب تفریق فی العدة
کے [illegible] طلاق سنے جو یہ ترجمہ کیا ہے قول عبد اللہ بن عمر کا لو طلقت
مرة او مرتین [illegible] لفظ کہ ان طلقت طلقة او تطلیقتین تو
[illegible] یہ نہیں کہ معنی مرة کے طلاق نہیں [illegible]
[illegible] طلاق کی ہے اور معنی مرة سے حضرت عبد اللہ ابن عمر
[illegible] اللہ صلعم خوب واقف ہیں جیسا اس حدیث سے معلوم
[illegible] کا یہ ترجمہ و یہ فہم آپکی قول سے بہت مستبعد ہے کہ
[illegible] کی غرض طلاق موصوف بصفت ہو اور یہ آپکی غرض
[illegible] بیان کرنی تو یہ توجیہ توجیہ القائل بما لا یرضی بہ
[illegible] ان اگر یوں ترجمہ فرماتے ان طلقت واحدة او اثنتین
تو [illegible] کیونکہ جب طلاق مرتین پائی گئی یعنے مرة بعد مرة تو دو طلاق
[illegible] ضرور ہے اور اثنتین کا ترجمہ مرتین نہیں ہو سکتا کیونکہ جائز
ہے کہ وہ شے معا ہو نہ مرة بعد مرة مگر اس ترجمہ سے کوئی غرض نحا نیز
[illegible] کیونکہ یہاں نیز اثنتین سے وہی اثنتین مراد لیا جائیگا کہ جو مرتین ہیں

اسکا مطلب صاف صاف مثل آئینہ چمکتا ہے کہ جب سوال کئی جاتے
اُس شخص سے کہ جو طلاق فی الحیض دیتا قول ابن صریح مین یہان ثلث کا
ذکر نہین تو آپ تفصیل جواب دیتے کہ یا تو نے ایک حیض مین ایک طلاق
دی ہے یا تو نے دوسرے مرتبہ بھی طلاق حیض ہی مین دی ہے پس تحقیق
مجکو امر فرمایا رسُول اللہ صلعم نے لوٹ جانیکا طلاق سے اور اگر تو نے
تینون مرتبہ طلاق حیض ہی مین دی ہے تو بسبب پائے جانے تفریق
فی العدۃ کے حرام ہوگئی تیری بی بی بلا حلالہ جائز نہین ور تو نے گناہ
کیا اللہ کا سب مرات مین بسبب دینے طلاق فی الحیض کے اور طلقها
ثلثا سے بلا قرینہ جمیعًا لینا باطل ہے کیونکہ یہان تفصیل مرۃ ہو رہی ہے
جیسا لفظ مرۃ اور مرتین او ر ثلثًا اسی پر دال ہے صاحب فہم پر مخفی نہین
قطع نظر اسکے بر تقدیر ثلثًا جمیعًا کی بنظر اُس روایت کے کہ حضرت عبد اللہ
نے تین طلاقین حیض مین دین اور حضرت نے اُنسے رجعت کا حکم فرمایا
مخالف ہوگا نقل صریح کے علاوہ اسکے غضب کا لفظ بعد اس تفصیل کے اسی
مطلب پر دلالت کرتا ہے کہ مطلب حضرت عبد اللہ کا یہی ہے کہ ایک
طلاق دو ایک حیض مین یا دو طلاق دو دو حیض مین یا تین طلاق دو تین
حیض مین ایسی ایسی طلاق گناہ ہے اسی ٹکرہ موقوف کو بخاری رحمۃ اللہ نے
مختصرًا ساتھ تبدل الفاظ کے بسبب نہونے اس حدیث موقوف کے
حسب شرائط بخاری اپنی تعلیقات مین ذکر کیا ہے اذا سئل عمن طلق
ثلثا یعنے جب سوال کئے جاتے تھے طلاق ثلث مرات سے تو آپ جواب

تو نہ دیتے تھے حضرت ابن عمر اُس شخص کے حال
ثی بی بی کو حالت حیض مین سطح کی طلاق دی کہ
حالت مین نہیں ٹھیگی بعد وہ طلاق واقع نہ ہوگی
محدثین سا ابقالۃ حکین تفسیر الطلاق مرتان
ہے کہ یہ نہم حضرت عبداللہ ابن عمر کا نہیں ہے بلکہ
کہ جو دارقطنی مین ہے موضوع ہے تو مین جواب
کے معنی بیان کیا ہے قول عبداللہ ابن عمر کا اُسکو
ب روایت حسن کی جو دارقطنی مین ہے فرمایا
للہ ابن عمر نے بیان فرمایا کہ اُس شخص نے اپنی
ت حیض مین دی بعد اُسکے ارادہ کیا کہ دو طلاقین
خبر رسول اللہ صلعم کو پہونچی پس حضرت نے فرمایا
ر پر طلاق دینے کو اللہ نے حکم نہین دیا ہے بلکہ
پہلے تو ایک طلاق طہر مین دے لے تب دوسری
ہوا اور کہا عبداللہ ابن عمر نے کہ حسب فرمانے
پھیر لیا طلاق کو یعنے کالعدم سمجھا بعد اُسکی حضرت
عورت پاک ہو پس طلاق دے یا رجعت کرلے
اللہ صلعم سے کہ بھلا اگر ہم طلاق دیدیتے جسطور پر
طلاق حیض مین اور دو طلاق دو قرء مین تو آیا یون
ہوتا تب آپ نے فرمایا کہ نہین بائن ہوجاتی وہ

پایا جاتا ہے بہرکیف اس حدیث مین بھی ثلث جمیعا فی عدۃ واحدۃ کا لفظ نہین اور بالفرض والتقدیر اگر یہ لفظ ہوتا بھی تو یہ حدیث موقوف ہی رہتی اور موقوف مقابل مرفوع حجت نہین تو آپکی غرض اس حدیث سے کچھ نہ نکلی اور اس حکم کو اپنی راے سے دینے کا منشا یہ فہم تھا عبداللہ ابن عمر کا کہ چونکہ ایک مرۃ سے لیکر دو مرۃ تک اور تین طلاق دفعۃً کا حکم تو رجعی ہی ہے عند النبی صلعم اسیواسطے تمکو حکم رجعت کا ہوا اور حالت حیض مین دینے سے غصہ فرمایا تو تم بھی رجعت کرو اس نہج کی طلاق مین اور تین طلاق ساتھ تفریق عدت کے تین حیض مین ہمنے نہین دی تھی کہ اس مین حکم رجعت کا ہمکو رسول اللہ صلعم فرماتے اور طلاق ثلثہ متفرقہ فی العدۃ کا حکم تو مغلظ ہے تو اسکو موجب حرمت مغلظہ ہی سمجھو اگرچہ بسبب دینے طلاق فی الحیض کے گنہگار رہوگے تو یہ فہم حضرت عبداللہ کا بسبب خیال فرمانے اس بات کے ہوا تھا کہ علت موجبہ رجعت وحرمت طلاق کی حیض ہی ہے جیسا کہ دلیل لانا رسول اللہ صلعم کا قرآن سے دلالت کرتا ہے اوپر اسی امر کے کہ حیض اہی موجب حرمت طلاق ہے نہ موجب رجعت وحرمت ہے طلاق رجعی اور حیض پس اس تقدیر پر حیض ہر قسم کی طلاق کو باطل کردیگا کوئی قسم طلاق کی بھی حالت حیض مین واقع نہ ہوگی بسبب عدم صلاحیت محل اور جب حضرت عبداللہ نے اس بات کو بھی خیال فرمالیا کہ موجب حرمت طلاق فقط حیض ہی ہے تو اب آپکا فتوی یہ ہوا کہ

عن ابن عمر انہ قال فی الرجل یطلق امراتہ وھی حائض لا یعتد بذالک

غلط ہے کیونکہ مجیب اوّل یہ نہین کہتا کہ فتوی دینا ساتھ تفریق کے
صلہنا غلط ہے جیسا اسکی تفصیل سابقًا گذری یاد کیجیے اور اگر آپنے
یہ خیال کیا ہے کہ یہ حدیثین موقوف موطا اور ابوداؤد کی معارض ہین
واسطے اُن احادیث مرفوعہ کے کہ جو مجیب اوّل مسلم وغیرہ سے لایا ہے
اولًا تو معارضہ نہین اگر ہوتا بھی تو یہ خیال بسبب نہ یاد رکھنے اصول حدیث
کے ہے معارضہ مین مساوات شرط ہے اور موقوف و مرفوع مین مساوات
نہین اور یہ حدیث موقوف ہے مقابل مرفوع کے قابل اعتبار نہین
تو یہ فتوی آپکا یہ طرح مجروح ہوگیا قابل اعتبار نرہا اور آپکا دعوی
مثل نسیج عنکبوت تار تار ٹوٹ گیا اب آپ نے جو حدیث ابوداؤ د
و موطا مین ٹکڑہ ٹکڑہ ملاحظہ فرمایا ہے پوری حدیث نظر سے نہین گذری
ہین پوری حدیث بیان کرتا ہون سنیے کہ عبدالرزاق اُستاد الاستاد
حضرت ابوداؤد نے کہا ہے کہ خبر دی ہمکو معمر نے ایوب سے کہا کہ حکم بن عینیہ
زہری کے پاس ائے اور مین اُنکے ساتھ تھا اون سے پوچھا اُس
باکرہ کا حال جسکو تین طلاقین دی جاوین انہون نے کہا کہ یہ مسئلہ
حضرت ابن عباسؓ اور ابوہریرہ اور عبداللہ ابن عمر سے پوچھا گیا تھا
سبھون نے فرمایا کہ وہ عورت مرد کو حلال نہین جب تک اسکی سوا
اور خاوند سے نکاح نکرے ایوب کہتے ہین کہ حکم وہان سے نکلکر طاؤس کے
پاس آئے اور وہ مسجد مین تشریف رکھتے تھے اور اُن پر جھک کر حضرت
ابن عباس کا قول اِس مسئلہ مین پوچھا اور زہری کا قول اُن سے

عورت اور تجہیر گناہ ہونا اس طلاق کا اب اس حدیث سے بھی کوئی عبد
ابن عمر کا مطلب نہین سمجھے تو جواب اسکا خاموشی ہے وہ روایت یہ ہے
وعن الحسن قال حدثنا عبد الله بن عمر انه طلق امرأته تطليقة وهي
حائض ثم اراد ان يتبعها بتطليقتين اخرتين عند القرئين فبلغ ذلك
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا ابن عمر ما هكذا امرك الله تعالى
انك قد اخطات السنة والسنة ان يستقبل الطهر فتطلق لكل قرء
وقال فامرني رسول الله صلى الله عليه وسلم فراجعتها ثم قال اذا هي طهرت
فطلق عند ذلك او امسك فقلت يا رسول الله ارايت لو طلقتها ثلثا
اكان يحل لي ان اراجعها قال لا كانت تبين منك وتكون معصية رواه الدارقطني
مگر یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ روایت مین اسکی عطا خراسانی ہین کہ یہ
بالکل کاذب ہین اور شعیب ابن زریق الشامی ہین کہ وہ ضعیف ہین
تفصیل اسکی سابقًا گذر چکی رد مین فتح القدیر کے تو یہ حدیث قابل حجت
نہین فتفکر و لا تنکر قولہ اور تین طلاق کے فتوے اور روایات جو ابن
عباس سے ہین وہ یہ ہین الخ اقول ان روایتونکو آپ مقابل مجیب
اوّل کیون لائے اگر آپ یہ سونچے ہوئے ہین کہ حضرت ابن عباس کا
فتویٰ یہی ہے دوسرا نہین ہے تو مین بیان کئے دیتا ہون عن ابن
عباس الخ قال اذا قال انت طالق ثلثا بفم واحد فهي واحدة هكذا
في ابي داؤد وهذا الاسناد على شرط البخاري هكذا في الاغاثة اور
اگر آپنے یہ سونچا ہے کہ اس سے رد ہو جائیگا قول مجیب اوّل کا تو یہ بھی

فتوے دیا کرتے تھے۔ هو احد الروايتين عن مالك بل المشهور
عند المالكية عن بضعة عشر فقيهًا من فقهاء طليطلة المفتين
عن مذهبه هكذا في الاغاثة اور تفسیر کبیر مین بھی قول
مالک کا مذکور ہے اور ایک قول امام ابوحنیفہ کا بھی نوادر سے مین بیان
کرایا ہون اور طلاق ثلثہ کے رجعی ہونیکی روایت محمد بن مقاتل سے
بھی جو بخاری کے استاد اور امام اعظم کے بڑے صحابون سے ہین
ابن حزم اور محمد بن نصر مروزی اور مازری نے کتاب معلم مین بیان
کیا ہے کہ محمد بن مقاتل کہتے ہین یہ تو ایک قول ہے ہمارے مذہب
امام ابوحنیفہ مین اور امام احمد کا بھی ایک قول ہے اور قیاس بھی اسکو
چاہتا ہے کہ تین طلاق فی عدۃ واحدۃ سے تین طلاق واقع نہ ہو بلکہ
عقل محال جانتی ہے وقوع ثلث کو کیونکہ عقد طلاق مثل عقد نکاح
وبیع وشراء واجارہ کے ہے تو کیا نکحت نکحت نکحت سے تین نکاح
ہوجائیگا بعت بعت سے تین بیع ہوجائیگی یا استاجرت
ثلثا یا اشتریت ثلثا سے تین اجارہ تین شراء پایا جائیگا لے
صاحب ایک بعت سے بیع ہوگئی دوسرا بعت لغو ہوجائیگا ایسے
ہی ایک طلقت سے مطلقہ معتدہ ہوگئی دوسرے طلاق لغو ہے
یا جہان کہین کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلعم نے کہ جو شخص ایک روز مین
سبحان اللہ وبحمدہ سو بار کہے اُس سے اُسکے گناہ جاتے رہینگے
اگرچہ سمندر کے پھین کے برابر ہو تو اس کہنے سے کہ سبحت اللہ

بیان کیا راوی کہتے ہین کہ مین نے دیکھا کہ طاؤس نے اس قول سے
تعجب کرکے اپنے دونون ہاتھ اوٹھائی اور کہا کہ بخدا حضرت ابن عباس
اِن طلاقونکو ایک ہی ٹھہرایا کرتے تھے قال عبد الرزاق
اخبرنا معمر عن ایوب قال دخل الحکم بن عیینة علی الزہری
وانا معهم فسئلوه عن البکر تطلق ثلثا فقال سئل
عن ذلك ابن عباس وابو هريرة عبد الله بن
عمر فکلهم قالوا لا تحل له حتى تنكح زوجا غيره
قال فخرج الحکم فاتى طاؤسا وهو فی مسجد
فاکب علیه فسئاله عن قول ابن عباس فیها واخبره
بقول الزهری قال فرایت طاؤسا رفع یدیه تعجبا من
ذلك وقال والله ما كان ابن عباس يجعلها الا واحدة
تو اب دیکھئے کہ حضرت ابن عباس کے فتوے کا یہ حال ہے حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کا فتوے بھی دونون طور پر ہے ایک تو وہ جو آپنے
نقل کیا اور ایک وہ جو ہمنے سابقا بیان کیا امام اعظم صاحب کا
قول اور مالک کا قول اور احمد بن حنبل کا قول بھی ایسے ہی ہے
دیکھو کتاب مازری کی جسکا نام ہے کتاب المعلم لفوائد المسلم وہ
تحریر کرتے ہین وہو احد الروایتین یعنی تین طلاق کا واحد ہونا ایک
روایت ہے مالک سے بلکہ روایت مشہور ہے مالکیون کے نزدیک
کچھ اوپر دس فقیہون سے جو طلیطلہ کے فقیہون مین سے اوپر مذہب مالکی کے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فی الوقوع تین طلاق یک جا مین دینے سے ایسا ہی ہوتی ہے قال اللہ
تعالی الطلاق مرتان قال فی التلویح التطلیق الشرعی تطلیقۃ
بعد تطلیقۃ انتہی کلامہ فی التفسیر الکبیر فثبت ان ہذہ الایۃ دالۃ علی الامر بتفریق
الطلقات وعلی التشدید فی ذلک الامر والمبالغۃ فیہ ثم القائلون
بہذا القول اختلفوا علی قولین الاول وہو اختیار کثیر من علماء الدین انہ
لو طلقہا اثنتین او ثلاثا لا یقع الا الواحدۃ وہذا القول اقیس لان النہی
یدل علی اشتمال المنہی عنہ علی مفسدۃ راجحۃ والقول بالوقوع سعی
فی ادخال تلک المفسدۃ فی الوجود وانہ غیر جائز فوجب ان یحکم
بعدم الحکم بعدم الوقوع والقول الثانی وہو قول ابی حنیفۃ رح انہ وان کان
محرما الا انہ یقع وہذا منہ بناء علی ان النہی لا یدل علی الفساد انتہی اما
فی التفسیر الکبیر وہکذا فی التفسیر للعلامۃ نظام الدین الحنفی النیشاپوری
والقول الثانی منقوض بان نکاح النساء المحرمات فاسد بالاتفاق
والنکاح بلا شہود فاسد والکلام عمدا فی الصلوۃ مفسد للصلوۃ لان
کل منہی عنہ قبیح ولا شئی من القبیح بمشروع فلا شئی من المنہی بمشروع
ولان المنہی عنہ معصیۃ فلا یکون مشروعا لما بینہما من التضاد وعلی
ہذا قال فی نیل الاوطار قد تقرر فی الاصول ان الامر بالشئی نہی عن
ضدہ والمنہی عنہ نہیا لذاتہ او لجزئہ او لوصفہ اللازم یقتضی الفساد

وحمدالله مائة مرة یہ ثواب حاصل ہوجائیگا اور یہی اس کہنے
سے سوکا شمار وقوع مین آجائیگا یا لعان مین چار شہادتین
معتبر ہین توکیا ایک مرتبہ اشہد باربعة شہادات کہنے سے
نتیجہ ملجائیگا یعنے چار گواہی ہوجائیگی ویسے ہی سمجھو اگر کوئی بی بی
کو کہدے کہ تجکو تین طلاق ہین تو ایک ہی طلاق ہوگی نہ تین طلاق
اسکو نہ عقل قبول کرتی ہے نہ نقل تو اسنے مسلمانان دین دار
مومنان سمجھ دار دیکھو کر کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلعم
اور قیاس اور اجماع صحابہ متقدمین اور اقوال محدثین متقدمین
ومتاخرین سب سے ہمنے ثابت کردیا کہ بیشک حکم طلاق ثلاثہ
فی عدة واحدة کا نفس الامر مین واحد رجعی ہے تو اب فیصلہ
ناطق ہوگیا اس بات پر کہ قول مجیب اول اقوی اور صحیح ہے
اور دعوی مجیب ثانی کا باطل اور غیر صحیح۔

الجواب صحیح والمجیب نجیح

وورث سلیمان داؤد ۱۲۹۷ سنہ

یکے از اجل حضرت پھلواری
عظیم آبادی - ۱۲

واللہ اعلم

علیم الدین حسین

ان ہذا الجواب صحیح عندمن لہ قلب سلیم
ولا ینکرہ الا کل معتد اثیم وانا عبداللہ
البہاری محمد الشہیر بعلی نعمت الفلواری
وفقہ ربہ علی الخیر وقاہ عن کل خیر

نعمت ۱۲۹۸ سنہ
محمد علی

یکے از فضلاے پھلواری عظیم آبادی

توثیق محمد بن اسحاق

مخفی نرہے کہ محمد بن اسحق بن یسار راوی حدیث پر بعض حنفی عالموں کا جرح کرنا موافق دو حنفیون کے قاعدے سے مدفوع اور مردود ہے اس سے کہ شیخ ابن الہمام محقق حنفیہ نے فتح القدیر میں توثیق اور تعدیل اسکی بخوبی کی ہے چنانچہ عبارت فتح القدیر کی یہ ہے وسو (اے توثیق محمد بن اسحاق) الحق الابلج ونقل عن مالک فیہ لایثبت ولو صح لم یقبلہ اہل العلم کیف وقد قال الشعبۃ فیہ ہو امیر المومنین فی الحدیث وروی عنہ مثل الثوری وابن ادریس وحماد بن زید ویزید بن زریع وابن علیۃ وعبد الوارث وابن المبارک واحتملہ احمد وابن معین وعامۃ اہل الحدیث غفر اللہ لہم وقد اطال البخاری فی توثیقہ فی کتاب القراءۃ خلف الامام لہ وذکرہ ابن حبان فی الثقات وان مالکا رجع عن الکلام فی ابن اسحق واصطلح معہ وبعث الیہ ہدیۃ انتہی مافی فتح القدیر حاشیۃ الہدایۃ فی تعجیل المغرب من الہدایۃ۔ محمد بن اسحاق بن یسار امام حافظ احد اوعیۃ العلم صدوق فی نفسہ مرضی قال احمد بن حنبل حدیثہ حسن وقال شعبۃ ہو امیر المؤمنین فی الحدیث انتہی مافی تلخیص طبقات الذہبی للحافظ الامام السیوطی مختصرا۔ محمد بن اسحق ثقۃ علی ماہو الحق کذا فی المحلی شرح الموطا للعلامۃ سلام اللہ المحدث الحنفی من اولاد الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی قال فی جامع

والفاسد لا يثبت حكمه ومنها قول الله تعالےٰ فامساک بمعروف او تسریح باحسان ولا اقبح من التسریح الذی حرمه الله. ومنها قوله تعالیٰ الطلاق مرتان ولم یرد الا المأذون فدل علی ان ما عداه لیس بطلاق لما فی ہذا الترکیب من الصیغة الصالحة للحصر اعنی تعریف المسند الیه باللام الجنسیة ومنها قوله صلی الله علیه وسلم من عمل عملاً لیس علیه امرنا فهو رد وهو حدیث صحیح شامل لکل مسئلة مخالفة لما علیه امر رسول الله صلی الله علیه وسلم ومسئلة النزاع من ہذا القبیل وقال الکرمانی ان قوله تعالیٰ الطلاق مرتان یدل علی جواز جمع اثنتین واذا جاز جمع اثنتین جاز جمع الثلث وتعقبه الحافظ بانه قیاس مع الفارق لان جمع اثنتین لا یستلزم البینونة الکبریٰ بخلاف الثلث وقال الکرمانی ان التسریح باحسان عام تیناول ایقاع الثلث دفعة وتعقب بان التسریح فی الآیة انما ہو بعد ایقاع اثنتین فلا تیناول ایقاع الثلث دفعة وقد قیل ان ہذه الآیة من ادلة عدم التتابع لان ظاہرها ان الطلاق المشروع لا یکون بالثلث دفعة بل علی الترتیب المذکور وہذا اظہر انتہےٰ ما فی نیل الاوطار مختصراً ومن اراد التفصیل والتشریح فلیراجع الیه۔ والله اعلم وعلمه اتم

الراقم

تلطف حسین العظیم آبادی

...مزاد جناب خسروس کاشانۂ سخن محقق
...ن عالم بے بدل فاضل لامثل مولوی
...سلیم عبد الصمد صاحب عظیم آبادی
بہاری اگانوی سلمہ ربہٗ

...الم علیم دین حسین
...ش چہ بنوشت فنی جعت
...تنگ و معنیش رنگین
...ش ... ہمچو سنان
... ... ض او ...
... ... ہر رشید و سعید
... سال تالیفش
زغیب این ندا آمد

شمع تحقیق راچو روشن کرد
کہ بہ کذاب کار خرزن کرد
مہر ... دہان دشمن کرد
در دل دشمنان ... کرد
چشم بیدین کو ر روشن کرد
چون بہ ... جناب مسکن کرد
قصد در قعر فکر رفتن کرد
رنع بہتان بقول احسن کرد

۱۲ ۹ ... لفظے

تمام شد

الاصول الی حدیث الرسول من حرف المیم من الفن الثانی من الرکن الثالث محمد بن اسحاق ہو ابو بکر وقیل ابو عبد اللہ بن یسار المدنی مولی قیس بن مخرمۃ بن المطلب تابعی راے انس بن مالک وسعید بن المسیب سمع قاسم بن ابی بکر الصدیق وابان بن عثمان ومحمد بن علی الباقر وابا سلمۃ عبد الرحمن بن عوف بن ہرمز الاعرج ونافعا مولی ابن عمر والزہری وغیرہم وحدث عنہ الائمۃ یحیی بن سعید الانصاری وسفیان الثوری وابن جریج وشعبۃ وجریر بن حازم وحماد بن سلمۃ وحماد بن زید وشریک بن عبد اللہ النخعی وابن عیینۃ کان عالما بالسیر والمغازی وایام الناس واخبار المبداء وقصص الانبیاء وعلم الحدیث والقرآن والفقہ قدم بغداد وحدث بہا ومات بہا ۱۵۱ھ انتہی ما فی جامع الاصول ومثلہ فی الاکمال فی اسماء الرجال

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار فاضل لوذعی عالم المعی مولوی حکیم محمد سلیمان صاحب کے از حضرات پھلواری

حامی دین رسول اللہ علیم الدین سیز	جنکا ثانی علم میں بے شبہ اب کوئی نہیں
فیصلہ کیا خوب لکھا سنت و بدعت میں واہ	ہے تعجب گر مخالف کو نہو اب بھی یقین
گیا زمانہ ہے عبارت تک نہو جنکی درست	حق و باطل وہ لکھیں افسوس احکام دین
فکر سال طبع جسدم مجکو اے حاذق ہوئی	غیب سے آئی ندا کہ نفع بخش مومنین
	۱۲۹۸ھ

اعلان

حضرات شائقین تحقیق مسائل دینیہ پر مخفی نرہے کہ یہ رسالہ حق وصواب [illegible] کا معیار و تحقیق حق کا مجموعہ
کا رسالہ الموسومہ **بفیصلۃ العلیم** مصنفہ عالم اجل و فاضل بے بدل جامع فروع و اصول ماہر فنون معقول
و منقول ادیب لبیب صاحب تصنیفات رحیب حکیم الدنیا والدین جناب مولانا حکیم علیم الدین احمد صاحب مرحوم مغفور
رب الغفور نگر نہسوی عظیم آبادی کا ہے **حضرات** شائقین یہ رسالہ ایسا تحقیق کا ہے کہ تین طلاقیں
جو ایک ہی طہر اور ایک ہی جلسہ میں دیجاتی ہیں ان کے ایک ہی رجعی طلاق ہونے کے باب میں ایک لا
لاجواب فیصلہ ہے مصنف علیہ الرحمۃ نے اپنی حیات فیض آیات میں ایک مرتبہ شہر پٹنہ میں طبع کرایا
تھا مگر بوجہ ہر طرح کی خوبی کے شائقین تحقیق مسائل دینیہ نے ہاتھوں ہاتھ چند ہی دنوں میں ختم
بحمد اللہ عجب ارزان خریدہ کے [illegible] خرید لیا اور [illegible] کو اسکا ملنا مثل عنقا کے
معدوم و نایاب ہو گیا تھا اسلئے جناب حاجی شیخ عبد الصمد صاحب [illegible] مالک الطافی
پریس واقع کلکتہ بہاری حال مقامی کلکتہ محلہ تانتی باغ مکان نمبر ۶۲
نے سعی بلیغ سے ایک نسخہ اسکا بہم پہنچا کے اور اپنے خاص [illegible]
شائقین تحقیق مسائل دینیہ کے ستارہ ہند پریس واقع کلکتہ متصل [illegible]
بنیا پوکھر روڈ نمبر ۳۲ سے چھپا کر شایع و ذایع کیا ہے آپ حضرات شائقین ممدوحین کو
بذریعہ اس اعلان کے آگاہ کیا جاتا ہے کہ ۴ ر کا ٹکٹ بسبیل ڈاک تمام کلکتہ متصل [illegible]
گرجا بنیا پوکھر روڈ الطافی پریس نمبر ۳۳ میں بنام مینیجر حاجی الطاف حسین صاحب ارسال
کریں تو انکو مع اس رسالہ کے اور تین رسالے ثبوت میں تین طلاقوں کے جو ایک ہی طہر اور
ایک ہی جلسہ میں دیجاتی ہیں اونکے ایک ہی رجعی طلاق ہونیکے باب میں بے نظیر ہیں روانہ کئے
جاوینگے بشرطیکہ شائقین ممدوحین اپنا پتا و نشان صاف واضح تحریر فرماویں فقط